اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

نمبر ۵ و ۶ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء و ۶ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

قصیدہ

از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

اے چشمۂ جود و کرم ۔ بحر فیوضات اتم ✦ عالی ہمم والا حشم ۔ محبوب رب الاکرم

اے مصدر لطف و عطا اے معدن جود و سخا ✦ اے منبع مہر و وفا اے مخزن فیض اتم

اے حامی دین متین اے خادم شرع مبین ✦ اے عالم علم یقین اے عاشق شاہ امم

اے چارۂ بیچارگان اے رہنما گمرہان ✦ اے ہمدم آزردگان اے مظہر لطف و کرم

اے مظہر شان خدا محبوب خاصان خدا ✦ پابند فرمان خدا تیرا ہے لطف و کرم

ہی نازش یا عز و شان اے مہدی آخر زمان ✦ اے باعث آرام جان اے دافع رنج و الم

اے مورد انعام حق اے باعث اکرام حق ✦ اے مہبط الہام حق اے ذی حشم اے محترم

اے مہدی عالی ہمم اے بادشاہ ذی حشم ✦ اے عیسیٔ فرخ شیم اے رہبر دار ارم

اے دشمن تیرے لعین اے لعنت حق جا گزیں ✦ آ درد تو در ماں من اکنون بطلب آیدم

تو ہی ہمارا پیشوا تو ہی ہمارا رہنما ✦ تو ہی ہمارا مقتدا کیا کر سکیں تیرا ہم

کو رنج و غم سہتے رہے مشق ستم بنتے رہے ✦ لیکن یہی کہتے رہے ہمراہ تجھ تیرا ہو جائیں گے ہم

ہم نے ہر ظلم ناروا لیکن سہہ کر دیا ✦ جب تیرے آگے کر دیا ہم نے سر تسلیم خم

ہم سب ہے اے نیک خو تیرے لئے آرزو ✦ کرتے ہیں تیری گفتگو لکھتے ہیں نظم بلم

جو عالمان با غنا کہتے ہیں علم با صفا ✦ دل تجھ پہ کر دیں یہ فدا بیتیں تیرے کہتے ہیں ہم

باقی ہیں جو نا آشنا وہ تجھ کو کہتے ہیں برا ✦ تیرے غلام اے پیشوا کہتے ہیں تجھ کو محترم

دیکھو تم اے اہل ریا دیکھو تم اے اہل جفا ✦ دیکھو تم اے اہل عناد دیکھو تم اے اہل ستم

وہ بہلوان باخدا وہ شہسوار با صفا ✦ تم سب کو بہلا کر آ جاؤ سب آ کر یہیں ہم

دکھلا گئے فرمان خدا قول شاہ انبیاء

ثابت کر دیا مسئلہ اے بانی جور و ستم

(مختار)

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط

ہم کو ظن غالب تھا کہ مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مالیر کوٹلہ ۔ مطالبات مندرجہ خط سابقہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا کوئی جواب باصواب دینگے ۔ لیکن جب اُن کا خط مورخہ ۱۹ فروری ۹۸ء بنام سید صاحب صادر ہوا ۔ یہ امید ہماری مبدل بیاس ہو گئی ۔ چنانچہ اُن کے خط کا بعینہٖ ہم انتخاب کرتے ہیں بعد جو سید صاحب نے اُس کا جواب تحریر فرمایا ہے جس کا جواب بھی آج تک ندارد ہے ۔ ذیل میں درج کریں گے ۔ تا کہ ناظرین منصفین خود فیصلہ فرما لیویں ۔ والانتخاب ہذا (۱) سید صاحب کے خط میں چند اشعار ایسے ہیں جو قابل توجہ نہیں ۔ (۲) چند غلط متعلق املا کے ہیں ۔ اور اکثر الفاظ بے محاورہ ہیں ۔ (۳) کمپ انبالہ کا قصہ بابت سکوت مولوی صاحب کے محض افترا اور بہتان ہے ۔ بلکہ قضیہ برعکس ہے ۔ (۴) تمام پنجاب اور ہندوستان کے علما کے ساتھ بحث مباحثہ اور اُن کا سکوت مسئلہ توفی وغیرہ میں افترا اور بہتان ہے ۔ (۵) سید صاحب سے آپ گفتگو کرنا مرنے کو ملنے شاہ صاحب رہ گا مضمون ہے ۔ (۶) اگر کہو ۔ تو آپ کی غلطیاں اخبار میں چھپوا دیکھا دیں ۔ (۷) چند الفاظ نا مہذب سید صاحب کے خط میں موجود ہیں (۸) میرے مخاطب نواب محمد علی خان صاحب میر

تم کیوں کود پڑے بیل کودا کود پڑی گون ۔ یہ تماشا دیکھے کون ۔ (۹) جب نواب صاحب منظور کر لیں گے اور شرائط بھی طے ہو جاویں گی ۔ تب مجھے کسی مرزائی سے کوئی خوف نہیں ۔ سید صاحب سے کیا خوف ہے ۔ وہ تو طفل بے دودم ہیں ۔ (۱۰) جب نواب صاحب انکار کر دیں ۔ تو پہلی تحریک موقوف از سر نو حسب ترتیب بحث ہو گی ۔ نمبر اول مرزا صاحب اگر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر مولوی نور الدین صاحب ۔ اگر وہ بھی قبول نہ کریں ۔ تو پھر مولوی عبد الکریم صاحب علیٰ ہذا نمبر وار مولوی عبد القادر صاحب ۔ پھر مولوی کمال الدین صاحب ۔ پھر خواجہ جمال الدین صاحب گرداور ۔ پھر کوئی اور مرزائی گرداور جس کو مرزائی پسند کریں ۔ (۱۱) لیکن سید صاحب کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے ۔ جب کوئی شرائط قبول نہ کرے ۔ (۱۲) براہ مستقیم سید صاحب کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو کچھ تحریر ہو معرفت نواب صاحب کے ہو ۔ اور میعاد لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ (۱۳) صرف اس خط کا جواب بھیجکر نواب صاحب کی معرفت سلسلہ جنبانی فرماویں ۔ (۱۴) قادیان میں جو آپ گفتگو کرتے ہے ۔ چونکہ ایک مرتبہ آپ انبالہ میں ذلیل ہو چکے تھے ۔ لہذا دوبارہ آپ سے گفتگو نہ کی فقط ۔

یہ ہے ۔ انتخاب فخر الشعرا صاحب کے متانت نامہ معہ منفرد استعمال اُن فقرات اور الفاظ کے جن سے آنحضرت کی تہذیب اور انشا پردازی اس قدر درجہ عالی تک پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ کرۂ ارض سے بلند ہو کر کرۂ ناری تک پہنچ گئی ہے ۔ سید صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ وہ بھی بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے ۔ اور الحکم کے فیصلہ کی کچھ ضرورت نہیں ۔ بلکہ ناظرین خود ایک حکم اون کے پاس موجود ہے ۔ بنام مولوی صاحب بعد سلام مسنون آنکہ عاجز کو ان نمبر چہاردہ گانہ میں

www.aaiil.org

سے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ کیونکہ پھر مطلب سے دور جا پڑوں گا۔ اور ہمارا اصلی غرض فخر الشعراء صاحب کی اس بلند پروازی سے یہ ہے۔ کہ اصلی بحث توفی نہ آنے پاوے۔ جو اون کو حاصل ہو جاوے گی۔ لہٰذا چند سطروں میں مطلب کو ختم کرتا ہوں۔ جناب سے اون دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جن سے بمقام کمپ انبالہ مسئلہ توفی وغیرہ میں ساکت کیا۔ ذلیل کیا اور تمام کمپ انبالہ میں اس سکوت اور ذلت کی شہرت ہو گئی۔ اون دلائل مسئلہ کے مطالبہ کی سخت ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ اول تو یہ عاجز اُن بزرگوں سے ہے کہ جیسا اول سے اور نیز نقصان حافظہ کے بھول گیا ہے۔ علاوہ اس کے پھر یہ ہوا۔ کہ فخر الشعراء صاحب نے باوجود اصرار و تقاضے عاجز کے قادیان میں حسب اقرار خود اُن دلائل مفحمہ کو یاد نہ دلایا۔ پھر علاوہ پر علاوہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اس ارشاد کے کہ اگر آپ مد مقابل ٹھہرے۔ تو زہے قسمت کیونکہ آپ ایک حلوائے بے دود ہیں۔ معہذا پھر اس حلوائے بے دود کی یہ عزت افزائی فرمائی۔ کہ مولوی صاحب (یعنے عاجز) آپ کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مرزائی شرائط کو قبول نہ کرے آہا خود جناب بالا ہی انصاف فرماویں۔ کہ حلوائے بے دود بھی کوئی ایسی شے ہوا کرتی ہے۔ کہ دس بیس ہزار مرزائیوں کی مواکلت کے بعد اُس کا تناول کیا جاوے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب فرمائیے۔ کہ یہ عاجز فخر الشعراء کی فتح و نصرت کے بھولنے میں معذور ہے۔ یا نہیں۔ معاف فرمایا جاؤں۔ بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ کہ ؎

خوئے بد را بہانہ بسیار ٭

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کہاں تک اسباب نسیان کے فتح و نصرت فخر الشعراء کی نسبت عرض کروں۔ اسی عنایت نامہ میں کچھ فقرے ایسے تحریر فرمائے ہیں۔ کہ عاجز اُن کی برہان قاطعہ سے بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا ہے۔ اول یہ فقرہ رعنائیت من مولوی محمد احسن مشتاق توفی و رحیماً السلام علیکم ہے۔ یہ لفظ توفی کا مقابل میں لفظ حیات کے جو مولوی صاحب کے قلم فیض رقم سے نکلا ہے۔ اوس غلبہ و فتح کو جو اُن کو کمپ انبالہ میں عاجز پر حاصل ہوا۔ شائد آپ کو یاد دلا رہا ہو لیکن عاجز کو تو یہی فقرہ غلبہ و فتح کو بھلا رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی تحریر میں دونوں شانیں موجود ہیں ؎

مثنوی من چو قرآن مدل

بعض را ہادی و بعضی را مضل

اب اس مشتاق توفی کی یہ دعا ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا

وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار س ع پ ۴

آمین دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ رجیم کو تمام عمر ہمیں دھوم مچ گئی کہ توفی کا ثبوت دیتے دیتے مولوی محمد احسن خود ہی متوفی بن گئے۔ بھلا یہ شیرانہ حملے آپ کے اوس غلبہ و فتح کو جو کمپ انبالہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ اس عاجز کو کیونکر نسیاً منسیاً نہ کر دیتے۔ کہ یہ عاجز تو متوفی ہی ہو گیا۔ اور مصداق اس مقولہ کا ہوا۔ کہ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً س م پ ۱۶۔ غور فرمانے کی جگہ ہے۔ کہ تمام کمپ انبالہ میں بقول آپ کے اس لفظ متوفی کی دھوم مچ گئی اور آپ کو اب تک خبر نہیں۔ کہ حقیقت توفی اور متوفی کی کیا شے ہے۔ اہل بصیرت منصف کے لئے تو یہی دھوم مچ جانا ارض انبالہ میں آیات صدق و کذب کے لئے کافی و وافی ہے۔ مگر ؎

نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

قال اللہ تعالیٰ وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون ۲۶ حضرت خوب یاد رکھیں کہ جس قدر امر حق پر آپ حملے کریں گے۔ وہ سب آپ ہی پر وارد ہوں گے یاد کرو قصہ اوس شیر کو جس نے خود اپنے اوپر حملہ کر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد

ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

فرمائیے مولوی صاحب اب بھی فتح و نصرت کمپ انبالہ کا قصہ آپ کو صحیح صحیح یاد آیا یا نہیں مرا یاد و ترا فراموش۔ اب یہ مشتاق توفی کا پھر یہی دعا کرتا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین والسلام س ۹ پ ۹۔ اب ملتجیانہ یہ عرض ہے کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو وہ براہین قاطعہ جو توفی کے بارے میں بمقام کمپ انبالہ پیش کیں تھیں۔ صفحہ پرچہ الحکم پر تحریر کر کر روانہ فرماویں۔ ورنہ یہ آپ کا دعوے فتح و غلبہ کا بالکل جھوٹا اور افترا ثابت ہو جاوے گا۔ کیونکہ امور ذیل سے بڑھ کر اس کی تکذیب کے لئے اور کیا ثبوت ہو گا۔ (۱) نہ آپ وہ دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کی بالفعل پیش کریں۔ (۲) نہ بوقت قیام قادیان باوجود تقاضے اور اصرار کے اُن دلائل کا اعادہ فرماویں۔ (۳) نہ عاجز کے مطالبہ مندرجہ عریضہ مورخہ ۴ فروری سنہ حال کے جواب میں توفی کی بحث میں ایک حرف تک لکھیں۔ (۴) اور نہ اس عریضہ کے جواب میں باوجود تاکید حضرت مخدوم نواب صاحب بہادر کے کوئی دلیل پیش کریں۔ تو اب منصفین ہی فیصلہ کریں گے۔ کہ مولوی صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ اور عاجز کی طرف سے یہ بھی اجازت ہے۔ کہ سوائے دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کے بنا بر ازدیاد ذلت عاجز کے اون دلائل میں جس قدر چاہیں زیادت فرماویں۔ کمی نکریں۔ ویسی کا اختیار رہے۔ تا کہ الہام آسمان و زمین کے ٹل جانے کا بھی بخوبی صادق ہو جاوے۔ زیادہ کیا عرض کروں والسلام خیر ختام۔ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء محمد احسن

سید صاحب کے اس خط کا جواب ۱۳ مارچ ۹۸ء تک کچھ بھی موصول نہ ہوا۔ اور ہم صدائے برنخاست کا مضمون صادق آیا۔ ہم نے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسی کی نصیحت داروئے تلخ کا کام کر گئی ہو گی۔ مگر ۱۵ مارچ کو اتفاقاً اوس کا ۹ مارچ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا خط ملا جس سے معلوم ہوا۔ کہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادتوں کا علاج کچھ نہیں جس میں وہی بازاری گفتگو اور بھٹیاریوں کا سا لب و لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے مخدوم سید محمد احسن صاحب ایسی خرافات کا جواب تک دینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس خط کی طرف متوجہ ہوتے۔ جو اون کی اندرونی حالت کا چربہ ہے۔ کیونکہ بمصداق مثل مشہورہ کل اناء یترشح بما فیہ وہ خط بالکل اُن کی باطنی اور قلبی حالت کا ایک فوٹو ہے۔ گو ہم خود بھی نہ چاہتے تھے کہ ایسے خطوط کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ایک سرسری نظر سے اگر دیکھے جائیں۔ تو بہت ہی کچھ قابل اعتراض ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ میاں عبداللہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ بس اُن کی تحریروں کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتا۔ اور بغلیں بجاتے ہوئے اچھل اچھل کر میدان مارنے والے سورمے بن بیٹھیں اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ریمارکس کے ڈھیر اور منتظر سے اُن کی کسی قدر خدمت کی جاوے۔ اس لئے ہفتہ آئندہ میں اُن کے خط پر ریمارک کئے جائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند کیا جاوے گا۔ اور پھر ایسی تحریروں پر مطلق التفات نہ کی جاوے گی۔

ہمارے ناظرین اس خط کو جو ہمارے مخدوم سید مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے میاں عبداللہ کے نام مشتمل بر مطالبات خود لکھا ہے۔ اور جو اوپر درج ہے۔ پڑھ کر اندازہ کریں گے۔ کہ کس قدر رفق اور ملائمت سے بطریق موعظہ حسنہ لکھا گیا ہے۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ ایک عالم کی شان نہیں۔ بہر حال ہم اگلے نمبر میں میاں عبداللہ کا سورما پن کھول کر دکھا دیں گے۔ اور اس پر بھی تسلی نہ ہو گی۔ تو اور آگے کر دیں گے۔

تفسیر سورۂ تبت اور محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن منیجر الحکم سے طلب کریں۔

منیجر

ایک مسلمان اور ایک عیسائی میں دوستانہ اور محققانہ گفتگو

جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی کیفیت جو ذیل میں درج ہے آپ براہ مہربانی اپنے قیمتی اخبار کے ذریعہ سے ناظرین کریں۔ میں بھی اس گفتگو میں فریقین کے دلائل کو سنتا اور جانچتا رہا تھا۔ چونکہ مجھے فریقین کی دوستانہ گفتگو سے بڑا بھاری اور عمدہ سبق ملا ہے یعنے یہ کہ بات فورًا طے ہو جاتی ہے اور فریقین میں امر متنازعہ پر جلد اتفاق ہو جاتا ہے اگر دنیا کے مناظرین اور مباحثین بجز مناظر اور مباحثوں میں یہی دوستانہ طرز مد نظر رکھیں تو میرے خیال میں ہزارہا امور متنازعہ بہت جلد طے ہو جاویں۔ گفتگو کے درج کرنے سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس گفتگو کے محرک سے آگاہ کروں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نحن الآخرون السابقون الحدیث ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ گو ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں آئے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں ہم ہی جاویں گے۔ ان کو توریت اور انجیل کتابیں پہلے دی گئیں ہم کو قرآن کریم پیچھے ملا۔ یہی جمعہ کا دن ہے۔ جو درحقیقت خدا تعالےٰ نے [illegible] سب دنوں سے منتخب کیا ہوا ہے اور اس دن عبادت کرنے کے لئے انبیاء کو حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے جمعہ کو تو چھوڑ دیا [illegible] اور دوسرے دنوں کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ ہم کو اس دن کا نشان اور پتہ دیدیا۔ غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی مرضی سے ہفتہ اور اتوار کو منتخب کر لیا ہوا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کوئی صریح حکم ان دنوں کی مخصوص العبادت کرنے کے لئے نہیں دیا۔ مگر جب کبھی کسی عیسائی سے دریافت کیا گیا تو یہی سنا۔ کہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے حکم سے یہ دن مقرر کئے گئے تھے۔ پھر جب ان سے دریافت ہوا کہ حکم نکال کر دکھاؤ۔ تو ہمیشہ ٹال مٹول ہی سنتے رہے۔ بائیبل کو خوب غور سے پڑھا کہیں سے بھی صریح حکم تو رہا درکنار کوئی اشارۃً یا کنایۃً یا دلالۃً بھی نہ نکلا۔ بالآخر ایک فرنگی پادری صاحب سے جو اس ملک میں تخمینًا ۴۰ سال سے زیادہ بائیبل کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور اپنے منصب کے موافق سینکڑوں پادری صاحبان سے اخلاق کے رو سے اشرف و افضل ہیں۔ یہ بات ٹھہری کہ آپ سے ہم کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کچھ وقت مقرر فرماویں۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے ایک دن اور وقت مقرر کر دیا۔ غرضیکہ بوقت مقررہ پر ایک صاحب جن کی کنیت ابو المسیح ہے۔ اور مسیحی صاحب کی کوٹھی پر گئے اور مجھے بطور ناظر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ اون بزرگ کے پاس ایک اور دیسی دری صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ دو مسیحی صاحبان تھے۔ اور دو ہی محمدی صاحبان تھے۔ مسیحی صاحبان میں سے اصل مخاطب صرف فرنگی صاحب ہی تھے البتہ دیسی صاحب بھی ان کو وقتًا فوقتًا مدد دیتے تھے۔ اور میں صرف اس گفتگو کا سامع اور راوی ہوں قبل اس کے کہ محمدی صاحب نے اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا۔ پادری صاحب نے خود بخود اس طرح پر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔

مسیحی - کل ایک مولوی صاحب کو عرصہ تک کلمتہ کے معنی سمجھاتا رہا۔ مگر وہ نہ ہی سمجھ سکا۔

ابو المسیح - آپ نے قرآنی لفظوں کے سمجھانے کی تکلیف کیوں کی؟ پھر خواہ مخواہ کسی مولوی کو اگر وہ مولوی تھا تو اوس کو آپ سے سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر اس کو ضرورت تھی۔ تو وہ مولوی نہیں تھا۔

مسیحی - خیر آپ ہی سمجھ لیویں۔

ابو المسیح - مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اس کے معنی خود جانتا ہوں۔

مسیحی - خیر بھلا کلمہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو لفظ بامعنے انسان زبان سے نکالے یعنے اپنا مطلب ظاہر کرے۔ وہ کلمہ یا کلام ہے۔ پس کلمہ اور کلام ایک ہی چیز ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ گویا قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کہ مسیح خدا کا کلام یعنے خود خدا ہے۔

ابو المسیح - ہاں گرامر یعنے علم صرف میں کلمہ کی یہی تعریف ہے۔ کہ لفظ بامعنے کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور پھر اوس میں اس کی قسمیں عربی میں تین قسمیں اسم و فعل و حرف ہیں۔ اور انگریزی میں نو قسمیں ناؤن۔ پرناؤن وغیرہ۔ پس مسیح علیہ السلام چونکہ کلمہ ہیں جس کی تعریف آپ نے بیان کی ہے۔ اور پھر کلمہ کی تین یا نو قسمیں ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے بتادیں۔ کہ مسیح علیہ السلام اسم ہے۔ یا فعل ہے۔ یا حرف۔ یا آپ کی بولی کے مطابق وہ ناؤن ہیں۔ یا پرناؤن یا ورب ہیں۔ یا آرٹیکل۔

مسیحی - واہ صاحب۔ واہ آپ نے خوب کلمہ کے معنے بیان کئے ہیں۔

ابو المسیح - آپ کی تعریف کے مطابق۔

مسیحی - اچھا پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ کلمتہ جو قرآن میں مسیح کی تعریف میں بیان ہوا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟

ابو المسیح - پہلے یہ فیصلہ کر لیویں۔ کہ آیا میں نے جو آپ کو پہلے کہا تھا۔ کہ آپ قرآن شریف سمجھانے کی تکلیف نہ اوٹھاویں اور نہ کچھ ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ یا غلط۔

مسیحی - درست ہے۔ مگر آپ معنے سمجھا دیویں۔

ابو المسیح - آج میں آپ سے چند امور متعلق بائیبل پوچھنے آیا ہوں اگرچہ میں نے انگریزی اور اردو میں بائیبل کو پڑھا ہے اور میں اوسکو خوب سمجھتا ہوں۔ مگر پھر بھی انصاف اجازت نہیں دیتا کہ میں خود بخود تو ہان نہ مان میں تیرا مہمان کا مصداق بن کر آپ سے آپ بائیبل کا مطلب بتا بیان کروں۔ اور بائیبل کے معتقدوں سے دریافت نہ کروں اسی طرح آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی مرضی سے قرآن مجید کے معنے خود بخود نہ گھڑ لیا کریں بلکہ اس کے حامیوں اور معتقدوں سے پوچھ لیا کریں۔ اگر وہ آپ کا سا مطلب بیان کریں۔ تو پھر آپ اگر کچھ اعتراض کریں تو بیشک کریں۔

مسیحی - واقعی درست ہے۔ آپ اس کے معنے فرماویں۔

ابو المسیح - بہت اچھا سنئے۔ کلمہ کی جمع آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

مسیحی - آپ فرماویں۔

ابو المسیح - اسکی جمع ہے۔ کلمات۔ آپ نے کبھی یہ آیت سنی ہے۔ ما نفدت کلمات اللہ پ ۲۱۔

مسیحی - نہیں۔ آپ اسکے معنے بھی بتادیں۔

ابو المسیح - اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے کلمات (کلمہ کی جمع) کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہر ایک چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ اوس کا کلمہ ہے جیسے یہ درخت یہ میز یہ کرسی یہ زمین یہ آسمان وغیرہ وغیرہ۔ اب کلمتہ کے معنے یہ ہوئے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نصاریٰ خدا کا بیٹا یا خود خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ تو ہماری دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ یعنے مخلوق ہونے کے لحاظ سے جیسا درخت وغیرہ ہے۔ ویسا ہی مسیح ہے۔ خالق ان دونوں کا صرف ذات باری ہے۔ اور بس۔ پس قرآن کریم مسیح علیہ السلام کو نہ خدا کہتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ صرف دیگر

مخلوقات کی طرح ایک مخلوق اور اس کی تفسیر و تشریح قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ ہے۔ آپ اگر چاہیں تو وہ جگہ میں سناویں۔

مسیحی - خوب آپ نے بھی غضب ڈھا دیا۔ کلمۃ کے معنے تو کر دیئے۔

ابوالمسیح - یہ معنے کوئی معنے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ خود قرآن کریم نے کر دیئے ہیں۔

مسیحی - مگر قرآن کے اردو ترجمہ میں کلمہ کے معنی کلام لکھا ہے۔

ابوالمسیح - ایک ہی بات ہے۔ خداوند تعالے نے کسی چیز کو کلمہ کن کے کلم سے پیدا کیا ہے۔ یعنے جس چیز کو کہا کہ تو ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گئی۔ مسیح علیہ بھی خدا کا کلمہ یعنے کن کے کہنے سے پیدا ہو گئے۔ خداوند تعالے نے اس کو کہا کہ اے مسیح تو پیدا ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گیا۔ مگر آپ ترجمہ نہ پڑھا کریں۔

مسیحی - واہ جی واہ - ہم ترجمہ کیوں نہ پڑھا کریں۔ اگر ترجمہ نہ پڑھیں تو مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - ترجمہ آدھی تحریف ہوتا ہے۔ مسلمان ترجموں کے سخت دشمن ہیں۔ مطلب سمجھنے کے لئے ترجمہ کافی نہیں ہوتا۔

مسیحی واہ جی واہ! تحریف کیسی ہوتی ہے۔

ابوالمسیح - جو کچھ مفہوم ایک زبان کے لفظ میں ہوتا ہے۔ وہ دوسری زبان کے لفظ میں ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ بعض وقت محال ہو جاتا ہے۔

مسیحی - یہ سب درست مگر ہم مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - اصل زبان میں مہارت پیدا کرو۔

مسیحی - پھر بھی تو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

ابوالمسیح - نہیں تفسیر و تشریح کرنی پڑیگی۔ سو کھے ترجمہ سے کام نہیں نکل سکتا۔

مسیحی جو اصل زبان نہ پڑھ سکیں۔

ابوالمسیح - وہ چپکے بیٹھے رہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو جو اصل زبان سے ماہر اور اس اصل کتاب کے حامی ہیں ان سے دریافت کیا جاوے۔

مسیحی درست ہے جب تک اصل زبان نہ پڑھی جاوے مزہ نہیں آتا۔

ابوالمسیح - آپ لوگوں کے پاس اصل بائیبل ہے۔ یا اس کے ترجمے۔

مسیحی اصل بھی موجود ہے۔ اور ترجمے بھی موجود ہیں۔

ابوالمسیح - سب عیسائیوں کے پاس اصل انجیل موجود ہے - اور سب عیسائی اوس کو سمجھتے - اور اوس کی تلاوت کرتے ہیں۔؟

مسیحی نہیں - اور نہ یہہ ہو سکتا ہے! ورنہ ضرورت کیا صرف جو علما ہیں وہی اصل زبان سے واقف ہیں۔

ابوالمسیح کیا میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ بجز معدودے چند عیسائیوں کے کسی کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی ہیں! یہ کیسے۔

ابوالمسیح اس لئے کہ آپ لوگوں کے پاس صرف ترجمے ہوتے ہیں۔ اور ابھی ثابت اور مسلم ہو چکا ہے۔ کہ ترجمے تحریف و تغیر معنوی تحریف ہوتی ہیں۔

مسیحی ہم تو اصل اور ترجمہ دونوں سب کو خدا کا کلام کہتے ہیں اگر ترجمہ ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اگر اصل ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ یعنے خدا کی مرضی نہ کہ خدا اپنی زبان سے کچھ بولتا ہے۔ الفاظ۔

ابوالمسیح اصل اور ترجمے میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے ابھی ہم اوپر تسلیم کر چکے ہیں آپ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔

مسیحی بے شک وہ ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں

ابوالمسیح دونوں میں جب فرق ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دونوں کو کیوں ایک منصب دیتے ہیں۔ اگر دونوں کا ایک ہی منصب ہے۔ تو پھر ہمارا مسئلہ شدہ قاعدہ فضول ہے۔

مسیحی - ہاں اتنا تو درست ہے۔ کہ اصل کے برابر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

ابوالمسیح - آپ نے فرمایا۔ کہ دونوں خدا کا کلام ہیں۔ لیجئے دونو امر جو آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ خدا کا کلام ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ہی خدا کا کلام ہیں۔ تو دونوں میں مساوات ضروری ہے خلاصہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ دونو نا برابر آپس میں برابر ہیں۔

مسیحی - نہیں نہیں۔ ہماری یہ مراد نہیں ہے ہمارا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ دونو اصل و ترجمہ سے خدا کی مرضی پوری پوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے دونوں خدا کا کلام ہیں۔

ابوالمسیح پھر بھی وہی بات رہی۔ جب پوری پوری مرضی اصل سے بھی معلوم ہو چکی اور ترجمے سے بھی تو اسکے یہی معنے ہوئے۔ کہ دونو خدا کے کلام ہیں اور دونو آپس میں مساوی ہیں۔ حالانکہ ابھی آپ مان چکے ہیں۔ کہ اصل اور ترجمہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

مسیحی - سچ ہے۔ خیر بات یہہ ہے کہ اصل اصل ہے اور ترجمہ اصل نہیں ہے۔ آپ ترجمہ کا ذکر جانے دیں۔ اصل ہمارے پاس موجود ہے۔

ابوالمسیح جس قدر عیسائی روئے زمین پر موجود ہیں مثلاً امریکہ میں یورپ میں انڈیا میں کیا یہ سب یونانی اور عبرانی سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

مسیحی پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ صرف علماء

ابوالمسیح - علماء سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا صرف دینی علماء یا فلاسفران۔

مسیحی - صرف علماء دین۔

ابوالمسیح - علماء دین عیسوی جو اصل زبان یونانی اور عبرانی جانتے ہیں۔ اون کی تعداد بمقابلہ دیگر خواندہ عیسائیوں کے کس قدر ہے۔

مسیحی بہت تھوڑی۔

ابوالمسیح - جو یونانی یا عبرانی نہیں سمجھتے - وہ بائیبل کو نہیں پڑھتے

مسیحی ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر یونانی عبرانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ابوالمسیح ضرورت تو ابھی اوپر ثابت ہو چکی ہے کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی کے برابر ہوتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب پڑھتے اور عمل کرتے اور اپنا مطلب بر آری کر لیتے ہیں۔

مسیحی ہاں بے شک۔

ابوالمسیح - بھلا اب تو میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ باستثناء معدودے چند کل دنیا کے عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی سب کے پاس خدا کا کلام ہے۔ جی کچھ پرواہ نہیں خواہ وہ اصل زبان میں ہو خواہ غیر زبان میں کیونکہ دونو سے خدا کی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ اور خدا کے کلام کا مقصود بھی یہی ہے۔ بس۔

ابوالمسیح کیا ابھی ہم اور آپ نہیں مان چکے کہ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔

مسیحی - ہاں مان چکا ہوں۔ مگر مرضی خدا دونو طرح سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ابوالمسیح میں اس بات کو اور زیادہ صاف کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں دونو طرح سے مرضی پورے پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی

مسیحی - فرمائیے۔

ابوالمسیح - ابھی آپ نے ایک آیت پڑھی تھی ابتدا میں

[illegible] اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا

مسیحی۔ [illegible]

ابو المسیح۔ [illegible] یونانی [illegible]

مسیحی۔ [illegible]

ابو المسیح۔ اس آیت میں کلام کس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔

مسیحی۔ اصل لفظ لوگس ہے۔

ابو المسیح۔ یہ لفظ خدا کا بولا ہوا لفظ ہے۔

مسیحی۔ نہیں میں پہلے [illegible] کہ خدا کے کلام [illegible] کلام خدا کے [illegible]

[illegible]

ابو المسیح۔ [illegible]

مسیحی۔ [illegible] اپنی مرضی بھی ظاہر کرتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] خدا کا کلام ہے۔

ابو المسیح۔ تو پھر وہ کلام [illegible] کہ کلام خدا [illegible] نہ اس سے خدا تعالیٰ کی مرضی [illegible]

سکتی۔

مسیحی۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ہم خدا کی نسبت کہیں کہ وہ بھی بولتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نبی پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر وہ اوس مرضی کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے [illegible]

ابو المسیح۔ میرا سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کلام کلام الٰہی نہیں کہلا سکتا۔ [illegible] کلام الٰہی کہلا سکتا [illegible] مرضی خدا کو پوری طرح پیدا نہیں کر سکتا۔

مسیحی۔ یہ عجیب فہم ہے آپ اسکی کچھ تشریح کریں۔

ابو المسیح۔ غور سے سنیں میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ صفات الٰہی کو صفات کمال مانتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ کیوں نہیں مانتا ہوں۔

ابو المسیح۔ خدا کا علم۔ خبر۔ حکمت غیرہ وغیرہ صفات کمال ہیں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک۔

ابو المسیح۔ خدا کے علم و حکمت کی وسعت کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ محال ہے۔

ابو المسیح۔ نبی اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم [illegible] ہوتا ہے۔ یہ [illegible]

مسیحی۔ بیشک [illegible] اوس سے بڑھ کر کوئی

اور ہو نہیں سکتا۔

ابو المسیح۔ کیا نبی خدا کے علم و حکمت کا احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔ نبی بھی نہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی میں خدا کا علم اور خدا کی حکمت اور [illegible] صفات کمال شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ بیشک ضرور ہوتے ہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی جس میں صفات کمال الٰہی شامل ہوتے ہیں اوس کے لاانتہا علم و لطائف و اسرار [illegible] نبی کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ واقعی نہیں۔

ابو المسیح۔ خدا کی مرضی کا جب نبی احاطہ نہیں کر سکتا۔ [illegible] اوسکی وسعت کو کس طرح وہ اپنے لفظوں میں ادا [illegible] بیان کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔

ابو المسیح۔ خداوند تعالیٰ کا اپنی مرضی کو ظاہر کرنا ضروری ہے؟

مسیحی۔ بڑا ضروری۔

ابو المسیح۔ جب اوس کی مرضی کا ظاہر ہونا بڑا ضروری ہے۔ اور اوسکی مرضی کا احاطہ نبی بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ اوس کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی لفظ [illegible] نہیں بنا سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ بول نہیں سکتا بلکہ اوس کی نسبت ایسا خیال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تو انسان بیچارہ کیا کرے۔ کیا ضروری نہیں ہے کہ اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کے لئے خود خدا تعالیٰ آپ کوئی ایسے لفظ بولے یا بولے جو اوسکی مرضی کی وسعت کے لئے حاوی ہوں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک ضروری ہے۔

ابو المسیح۔ بس اب تو معلوم ہو گیا کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ لفظ خود خدا تعالیٰ کے بولے ہوئے ہیں۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابو المسیح۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ کلام کیا گیا تھا۔ وہ لوگس ہے۔

مسیحی۔ ہاں

ابو المسیح۔ لوگس خدا کا کلام ہے۔ یعنی خدا نے آپ بولا اور نبی کو حکم دیا۔ کہ ایسا بول۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابو المسیح۔ نبی اپنی نبوت کے منصب کے لحاظ سے [illegible]

تک۔ وہ اس لفظ کی وسعت معانی کا احاطہ کر سکتا تھا کیا اوس کے برابر کوئی اور شخص بھی خواہ اوس کا کیسا ہی مترجم مخلص کیوں نہ ہو احاطہ کر سکتا تھا۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ کیا وہ مترجم یا وہ کمیٹی مترجمین جس نے لوگس کا ترجمہ کلام کیا ہے۔ اوس کے خیال میں لفظ کلام اوس وسعت معانی کے لئے حاوی ہے۔ جو لوگس کے لفظ میں ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ آپ یونانی جانتے ہیں۔ آپ ہی بتا دیں۔ کہ لوگس کے کل مفہوم ٹھیک ٹھیک طور پر لفظ کلام کے اندر آ گئے ہیں۔

مسیحی۔ نہیں۔ [illegible] اس کے مفہوم مجھے بھی یاد [illegible] ان میں سے صرف ایک مفہوم کلام بھی ہے۔

ابو المسیح۔ تو بس آپ کے کلام کے مطابق بھی کلام صرف [illegible] حصہ کل مفاہیم لوگس ہوا۔ باقی [illegible] مفاہیم کدھر گئے۔

مسیحی۔ ہاں ترجمہ میں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ایک زبان کے لفظ کے کل مفہوم دوسری زبان کے لفظ میں پورے پورے طور پر آ سکیں۔

ابو المسیح۔ مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نرا ترجمہ کرنا اور تحریف معنوی دونو ایک ہی بات ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔

مسیحی۔ ہاں اس لحاظ سے تو وہ درست کہتے ہیں۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل دونوں کا مساوی رتبہ ہو سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں ہو سکتا آگے بھی بیان ہو چکا ہے۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں۔

مسیحی۔ واقعی نہیں کہہ سکتے۔

ابو المسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل سے پورے پورے طور پر خدا کی مرضی ظاہر ہو سکتی ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابو المسیح۔ اب تو میں اس بات کے کہنے کا مجاز ہوں کہ عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس صرف ترجمے ہی ترجمے ہیں۔ [illegible] جن کے پاس اصل ہے بھی وہ کلام الٰہی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسیحی۔ اس طرح اگر تدقیق کرو گے۔ تو بہ مشکل کوئی کتاب خدا کا کلام ثابت ہو سکے گی۔

ابو المسیح۔ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی ہے

[illegible]

[illegible] مکرم ... [illegible] مولوی نور الدین ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
السلام علیکم ورحمۃ اللہ ... [illegible]
[illegible] ... جہاں کہیں
ہے۔ اور صانع کون ہے ... دنیا آخرت کے لئے ایک گھٹ
... ہے۔ اس میں اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل اور تعظیم امر
اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر رحم کرو یہ غنیمت ہے۔ تعظیم لامر
اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے جس قانون پر عمل درآمد کرنا
چاہئے۔ اس کا نام قرآن شریف ہے۔ پھر اس پر توجہ۔
فکر۔ غور کرو۔ اور اس پر عملدرآمد کو اختیار کرو۔ والسلام
۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء دستخط **نور الدین** از قادیان

---

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ الحمد شریف بکثرت پڑھیں۔ اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں۔ اور پھر قرآن شریف کو بغرض عملدرآمد پڑھا کریں۔ اور دعا مانگنے کی عادت ڈالیں۔ دعاؤں میں الحمد شریف بے نظیر دعا ہے۔ میں رمضان کے بعد قادیان جاؤں گا۔ والسلام ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء
دستخط نور الدین۔

---

(۳) السلام علیکم۔ کیسے **خوش قسمت** ہیں وہ **لوگ** جو اللہ تعالیٰ کے فعل پر ہر طرح راضی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں حکمت رحمت فضل اور انسان کی اصلاح مدنظر رہتی ہے۔ قبولیت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تکبر ہو گا تو جہنم ٹھکانا ہے۔ اور صبر کے موقع پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اضطراب مت کرو۔ دعا کی جاتی ہے۔ اور پیارا مولیٰ رحیم کریم و مالک ہے۔ والسلام دستخط نور الدین از قادیان ۶ جون ۱۸۹۷ء

(۴) منجانب حضرت اقدس امام الزمان جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ۔ بنام خاکسار اللہ داد عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم
صادق آن باشد کہ ایام بلا
نے گذارد با محبت باوفا

سر ... [illegible] پر صبر کرنا اور اپنے مولیٰ سے کامل تعلق
و ... [illegible] ... اور مخالفین کی کوئی پرواہ
نہ کرنی ... [illegible] ... اللہ ... چاہئے۔ درود استغفار
... [illegible] ... اللہ تعالیٰ ...
... [illegible] ... سرخرو ہو
آپ ... [illegible] دعا کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ... مبارک ...
... [illegible] ... حضرت اقدس ... [illegible]
بحکم حضور امام الزمان از قادیان

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب زاد لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحکم نمبر ۳ و ۴ ملا۔ موجب ہدایت ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یہ اخبار ان بدن اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ذریعہ بہت سے دلوں کے واسطے راستی کی طرف آنے اور استقامت پانے کا موجب ہو رہا ہے۔ اور اس میں آپ نے ایک قابل رشک خدمت کو اٹھایا ہے۔ فایدکم اللہ بنصرہ وتائید۔ پرچوں کا دیر سے نکلنا۔ یہ کوئی قابل شکایت امر نہیں۔ ابتدا میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے بیش قیمت مضامین تمام دیری کا معاوضہ ہو جاتے ہیں۔ آپ ہمت کو مضبوط رکھیں۔ چند روز ہوئے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ **الحکم** میری میز پر پڑا ہے۔ گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ گیا ہے۔ اس پر سبز ورق ہے جب میں نے اس کو اٹھایا اور کھولا۔ تو وہ ایک بڑے لمبے چوڑے کاغذ پر سول ملٹری کی طرح ایک ضخیم اخبار ہے۔ اور نہایت خوشخط اور خوشنما ٹائپ کا چھپا ہوا ارد و میں ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپ کی نیک نیتی اور خدمت دین کا جوش بہت جلد اپنا پھل دکھائینگے میں بسبب عذر امتحان اس سے پہلے آپ کو اپنا خواب نہیں لکھ سکا۔
رقیمہ نیاز۔ محمد صادق لاہور ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیغام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے مسرتین خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف و مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چہار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ درخواست کی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر بکثرت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور مفت تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہارات جو آئندہ شائع ہوا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔

مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

امرتسر میں مسجد احمدیہ

یوں تو ہر ایک شہر اور قریہ میں ہماری جماعت کے لوگوں کو مسجدوں کے ٹھیکہ دار ملا مسجدوں میں آنے اور نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی آیت ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ

پرنور نہیں کہہ سکتے۔ [illegible]
[illegible] یہاں تک کہ جب نماز کا وقت
ہوتا کسی [illegible] ہماری ایک بھائی میاں
غلام محمد کو جو ایک مسجد کا امام تھا۔ مسجد سے علیحدہ کر دیا۔
اس پر ہماری جماعت کو باہر ہاتھوں پر دعا کر نمازیں پڑھنی
پڑیں۔ یہ تو ایک مبارک نشان تھا۔ کیونکہ **تجری من تحتہا الانہار** کا نمونہ اس دنیا میں ہے۔ شہر کا
چونکہ امرتسر جنگ مقدس اوّل و ثانی کا مرکز رہا ہے۔ اور سید احمد
کی زمین ہے۔ اس لئے امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت
کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہماری احباب جمع ہو سکیں
اشاعت اسلام پر بحث کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اواخر مارچ میں ہمکو اتفاقیہ امرتسر جانا پڑا۔ اس تقریب پر ہم نے
اس ضرورت کے متعلق اپنے احباب میں تحریک کی۔ [illegible]
وقت تعمیر مسجد کے لئے بڑے [illegible]
چونکہ امرتسر کی جماعت قلیل ہے۔ اور اکثر [illegible]
معمولی مزدوری پیشہ اصحاب ہیں۔ اس لئے ہم ان کی ہمت کی داد دیتے
ہیں۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین بھی حسب
ارشاد **تعاونوا علی البر والتقویٰ** اس پر کاربند
ہو کر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ذیل میں ہم اس
چندہ کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ جو ابتک **مسجد احمدیہ**
امرتسر کے لئے امرتسر میں جمع کیا ہے۔

میاں نبی بخش صاحب رفوگر معہ اہلیہ میاں نبی بخش صاحب کا اپنا
مکان قیمتی پانسو روپیہ
تھا۔ جو انہوں نے مسجد کیلئے عنایت
کیا اور شاید ... دینا منظور
کر لیا باقی ہماری ... ہونگے
مولوی محمد اسمعیل صاحب دکاندار پشمینہ جزاہم اللہ احسن الجزاء
میاں چراغ دین صاحب تیلی ایک سو روپیہ نقد جو انہوں نے مولوی احمد اللہ کو
تعمیر مسجد کیلئے مکان منت کرائی
سو روپیہ دیا تھا۔ جہاں اب نماز
نہیں پڑھ سکتا افسوس۔
میاں قطب الدین صاحب سوداگر ۵۰
میاں عطاء اللہ صاحب سوداگر ۵۰
میاں جان محمد صاحب ۲۵
میاں غلام محمد صاحب علاقہ بند ۲۰
مسجد احمدیہ کے لئے چندہ ارسال کرنے والے اصحاب
مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیاں

امرتسر کے تمام احمدی ...
ہم کو امید ہے۔ کہ بہت جلد **مسجد احمدیہ** امرتسر تعمیر ہو کر
موجب برکت ہوگی۔

امرتسر میں ہمارے دشمن

ہم کو معلوم کی بعض ضروری کام کی وجہ سے مارچ کے آخر میں
امرتسر جانا پڑا۔ اور اپنے احباب اصحاب کی پرزور اصرار پر چند
روز ٹھہرنا پڑا۔ اس اثنا میں شہر کے مختلف حصوں میں اللہ کریم
کے فضل و کرم سے او... کلام سنایا گیا۔ اور جنہوں نے ... کا
اعلان کیا۔ لوگ شوق سے سننے کو آتے رہے۔ دوران قیام
میں انجمن تائید الاسلام امرتسر کا سالانہ جلسہ ... واسطے
جلسے میں ہم بھی ... اتفاق ہوا۔ ...
یہ تھا۔ کہ مدرسہ تائید الاسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔
اور انجمن حمایت اسلام امرتسر عرصہ سے ٹوٹ چکی ہے
اُس کا روپیہ جمع ہے۔ ... وہ روپیہ انجمن تائید الاسلام
میں جمع نے ... درخواست کی جاوے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر
اپنی شاخ دینیات کو مدرسہ تائید الاسلام کے متعلق کر دے۔ اس
تجویز کو سب نے پسند فرمایا۔ لیکن غزنوی ملائکہ نے اور
شیخ محمد حسین بٹالوی نے موقع پاکر ... کا بہانہ تلاش
کیا۔ اور مولوی احمد اللہ کو کفرنامہ میں شامل ہونے کے لئے زور دیا
گیا۔ اور داخل کر لیا ... ایک اور لطیفہ بھی جلسہ کا قابل ذکر
ہے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے علماء کہاں تک مسائل
دینی پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے چار طالب علموں کو
۵ انعام دینے چاہے۔ مگر اُس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔
اس پر اوس نے کہا کہ اس روپیہ کو کوئی خرید لے چنانچہ ایک
شخص نے ۵ کو وہ روپیہ خرید کیا۔ مولوی ثناء اللہ مدرس
تائید الاسلام۔ جو اس ڈیوٹی پر ڈٹے ہوئے تھے نے جھٹ
وہ روپیہ آ... دے کر فنڈ مدرسہ میں داخل کر لئے مگر اتنے میں
مولوی رسل بابا صاحب اور عبدالجبار صاحب نے شور مچایا۔
کہ یہ **بیع درست نہیں**۔ غرض پھر اور صورت پر وہ
روپیہ داخل کر لئے گئے۔ افسوس سب عالم بیٹھے رہے۔ اور
کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ بیع جائز ہے یا ناجائز۔ مگر ہمارے
رسل بابا صاحب اور عبدالجبار صاحب کو کہنا پڑا۔ شاید پھر
دشمن کھڑے ہی ہوں۔ اور بھی ادھر ادھر کی تقریریں ہوکر

مگر افسوس قرآن کریم کے معارف اور اسرار سننے پیش کئے۔ جو
ایسے جلسے میں امید ہو سکتی تھی۔ آخر میں پلاؤ اڑایا گیا۔ ہم
انجمن تائید الاسلام امرتسر سے پوچھتے ہیں
کہ کیا یہ پلاؤ جو اسٹیج پر کھایا اور احباب کو کھلایا
جاتا ہے۔ مدرسہ تائید الاسلام کے جمع شدہ روپیہ سے
کھلایا جاتا ہے۔ یا اس کے لئے علیحدہ چندہ
ہوتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہی اس کا
جواب دے کر مشکور فرماویں گے کیونکہ ہم اس امر کے متعلق کچھ
لکھنے والے ہیں۔ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے
اخبار الحکم انجمن تائید الاسلام کے طلباء کو مفت دینا چاہا۔
مگر میاں احمد اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ نیز محمد حسین بٹالوی کی
تقریر کا خلاصہ ہم نے قلمبند کیا ہے۔ جسکو ہم اپنے ریمارکس کے
ساتھ شائع کریں گے۔

صداقت کس طرح چمکتی ہے

صداقت کی روشنی تلواروں کے سایہ میں بھی چمکتی
ہے۔ تائید الاسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہم نے جو تجویز
پیش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے مخالف الرائے مولویوں نے ہمارے
چلے آنے کے بعد شور مچانا شروع کیا۔ ایک صادق اور راستباز
بھی ان میں موجود تھا۔ جس کی روح تلاش حق میں وحشی ہرن
کی طرح تڑپتی تھی۔ اوس نے فی الفور اُن کی مخالفت بیجا
سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جب یہ لوگ ایک شخص کی بالکل صحیح اور
مناسب تجویز کی محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت
اقدس **سیدنا مرزا صاحب** کے کفش بردار ہیں۔
تو اس سے بڑھ کر انکی ضدیت اور ملاہٹ کا کیا ثبوت ہوگا۔
چنانچہ اس پر خدا تعالے نے اُس کا سینہ کھول دیا۔ اور شرح صدر
کے ساتھ وہ امام الزمان کی شناخت کے قابل ہوگیا۔ یہاں تک کہ
۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء کو دارالامان میں پہونچکر حضرت اقدس کے ہاتھ
پر بیعت کی۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔ یہ خدا تعالے کا
فضل ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہماری
مغفرت کے لئے یہ سامان بہم پہونچایا۔ وہ رحیم خدا جس نے ہمکو
اس بھری مجلس مخالفین میں بولنے کی طاقت دی اور پھر

... [illegible] ... جماعت کی موجب بنایا ہے اس کی
ان ... [illegible] ... سے وہ بھی توانائی و تحقیق
... [illegible] ... ہے نیز وہ اس ... تقدس
راستہ ... [illegible] ... کی تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔
... [illegible] ... اپنی شہرت یا نمود
... [illegible] ... ہو لیتے اور دیکھنے کی ...
... [illegible] ... بابک بہ الفیں آمین
ہم اس مبارک ... خوش ہوا ... لیکن ساتھ
ہی ہم ... پوچھتے ہیں کہ کیا تم ایسے نشانات
دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوسکتے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ کہ خدا اپنے
بندے کی امداد کس طرح غیب سے کر رہا ہے۔ تمہاری ...
میں کیونکر اس کے مشن کی تبلیغ ہوتی ہے؟ آؤ خدارا
باز آؤ۔ دنیا روز سہ چند است عاقبت معاملہ با خداوند است۔

ایک قابل قدر خط

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں۔ جو عرصہ ہوا۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے مولوی ریاض احمد صاحب ساکن رائے بریلی کے نام لکھا تھا۔ بظاہر یہ خط ایک خاص شخص کے نام ہے۔ مگر نفس الامر میں بعض لغات القرآن کا لب لباب ہے اور قرآن کریم کے بعض مشکل مقامات کا حل ہے۔ اس لئے ہم نہایت فخر و عزت سے اس کو درج کرتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین قرآن کا ترجمہ کرتے یا پڑھتے وقت ان امور کا لحاظ رکھیں۔ اور آئندہ ہم مولوی صاحب کی یادداشتیں ترجمہ قرآن کے متعلق انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

نور الدین ۱۴ ستمبر ۹۵ء از دارالامان قادیان

میرے عریضہ کو ایک بار آپ ضرور پورا پڑھ لیں۔ بکر دقت سے میں اسے دوسری بار نہیں دیکھ سکا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن مجید کے ترجمہ کی جو ضرورت آج کل ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ اور اس پر اب کچھ مجھے لکھنا فضول ہے۔ کیونکہ بات طویل ہے۔ میں اس عریضہ میں مختصراً عرض کرونگا۔ کیونکہ مجھے آپ کے حالات و معاملات اور آپ کے اندرونی جوشوں کی اطلاع نہیں سوائے اس کے جو پیسہ اخبار میں دیکھا۔ اور یہ تعمیل ارشاد خاتم الانبیاء صلعم ... ہے۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ ... کے فضل سے ... پہنچ گئے ... حکم تھا سلامتی ... دین سلام ... کا نام ہے۔ والراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک و تعالیٰ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ ادھر میرا خیال تھا ادھر ہی کہ انما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرء ما نوی۔ ... کوئی ترتیب امر مضمون کے متعلق نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہ خط ہے رسالہ نہیں۔ جو کچھ لکھتے لکھتے مجھے خیال آتا جائیگا لکھونگا۔

اوّل۔ تراجم موجودہ نے قرآن کریم کے پاک اور نہایت ہی بے عیب الفاظ کو اپنے اپنے ناپاک اور گندے محاورات میں ظاہر کیا ہے۔ مثلاً۔ بطور نمونہ از خروارے سنیے۔

(۱) **خدعہ**۔ کا لفظ ہے۔ سورۂ بقر کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔ **یخادعون اللہ وما یخدعون**۔ اور سورۂ نساء رکوع ۲۰ میں **وھو خادعھم**۔ اس کا ترجمہ مترجموں نے۔ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو۔ اور دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ دھوکہ دیتا ہے انکو یا بجائے دھوکہ فریب دیتا ہے۔ دغا دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان ناپاک معنی کی تصدیق قرآن مجید میں نہیں فرماتا۔ اس ترجمہ کے معائب یقیناً یا غالباً آپ پر ظاہر ہوں گے اس لئے مجھے شاید ضرورت نہیں۔ اب میں اس کے ایسے معنے عرض کرتا ہوں۔ کہ جن کی تصدیق قرآن کریم میں ہے اور لغت عرب اسکی تصدیق کرتی ہے۔

یخادعون اللہ۔ یترکون اللہ قاموس میں ہے۔ **خادعہ۔ ترکہ**۔ ترجمہ اس کا۔ چھوڑتے ہیں۔ ترک کرتے ہیں اللہ کو۔ **وھو خادعھم**۔ اور وہ چھوڑنے والا ترک کرنے والا ہے انکو۔ قرآن کریم میں دوسرے موقعوں پر منافقوں کے حق میں فرمایا ہے۔ **وترکھم فی ظلمات۔ ویذرھم فی طغیانھم**۔ وغیرہ۔

یخدعون کے معنے **یمسکون یبخلون** کیا معنے۔ **خادع**۔ مزید کے معنے ہیں۔ ترک اور مجرد کے معنے ہیں۔ **امسک۔ بخل**۔ اور یہ معنے صراح و صحاح و قاموس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم ان معنوں کی تصدیق فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا**۔ الآیہ س ۲۸۔ اور فرماتا ہے **وبخلوا**۔ اور فرماتا ہے۔ **ویبخلون**۔

(۲) **نسوا اللہ فنسیھم**۔ الآیہ س ۱۰ اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ بھلایا انہوں نے اللہ کو پس بھلایا اللہ نے انکو حالانکہ ماثور تفسیر صحابہ کرام کی **ترکوا اللہ فترکھم** موجود تھی۔

(۳) **کید** کے معنے۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام مغازی محمد بن اسحاق میں موجود ہے۔ جنگ کرنے کے ہیں سیرت بدر ... میں آیا ہے۔ **خرج رسول اللہ ... یرید ... حربا**۔ پس **انھم یکیدون کیدا واکید کیدا**۔ س ۳۰ کے معنے ہوئے۔ وہ خطرناک جنگ کی تیاریاں کرتے ہیں۔ یا خطرناک جنگ کرنے کو ہیں۔ اور میں بھی ان سے خطرناک جنگ کرونگا۔

(۴) **مکر** کے معنے تدابیر۔ دقیقہ اور ارادات مستحکمہ کے ہیں پس **مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین** س ۳ کے معنے ہوئے کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکمہ کئے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدابیر دقیقہ اور محکمہ سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر بڑی بھلائی پر مبنی ہیں۔ **خیر** کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے۔ جس کے معنے بڑے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام پر صاف ہوا ہے۔ جہاں ارشاد ہوا۔ **اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین**۔ س ۹ اور تفصیل فرما دی۔ کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک برے اور دوسرا خیر جیسے فرمایا۔ **ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ**۔ س ۲۲ پ ۲۲۔

(۵) **روح** کا لفظ ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور اس لفظ کے معنے صریح موجود ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے **وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا**۔ س ۲۵ اور جبرئیل کو یا مسیح کو اس لئے روح فرمایا۔ کہ ایک کلام الٰہی کے لانے والا۔ اور دوسرا کلام الٰہی کے پہونچانے والا ہے۔

اور اگر پندرھویں سیپارہ میں **یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی**۔ پر گہری نگاہ کرو۔ اور غور سے کام لو۔ تو صاف نظر آوے گا۔ کہ روح وہاں کلام ہی کے معنے ہیں۔ کیونکہ **یسئلونک عن الروح** کے قبل دعوے ہوا ہے۔ **وننزل من القرآن ما ھو شفاء** س ۱۵۔ پھر بیان ہوا ہے۔ کہ یہود دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ روح کیا معنے قرآن کہاں سے آیا ہے۔ تو جواب دیا **من امر ربی** ہے۔

اب ہر دو دعوے بلکہ دعوے اخیر کی۔ کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے۔ **موضوع۔ مفتری**۔ یا **مصنوع** نہیں دلیل یہ دی۔ کہ قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں یہی تو فرق

ہوتا ہے۔ کہ مصنوع خود ہی نہیں ہوتی۔ اور تنقید قرآنی ہوتی ہے۔ غور کرو یہ جس دلیل پر جا بجا یہ پہلو نکتہ کے واضح ہوتی ہے۔ **قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا**۔ پس ترجمہ قرآن میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے۔ اور کہ تاریخ سے سمجھئے۔

دوسرا امر جس پر توجہ ضرور ہے۔ وہ قصص ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں۔ مگر بعض مقامات بدوں کسی تفصیل کے ان کا سمجھنا مشکل ہیں۔

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض بہت بڑے مشہور مفسروں نے یونانی سکندر کو جو ایک بت پرست شراب خور ہزاروں کا بیٹا بننے والا تھا۔ ذوالقرنین بنا دیا۔ اور اگر سکندر نامہ کو دیکھیں۔ تو شرم آجاتی ہے۔ کہ کیا قرآن کریم ایسے نابکار کا اس طرح تذکرہ کرتا ہے۔

اور پھر پتہ نہیں لگتا۔ کہ یہود نے یہ سوال عن **ذِی الْقَرْنَیْن** کس بنا پر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم ہے۔ اس کا کیا دخل تھا۔ اور تمہارے اس بحث تذکرہ کرنے سے جناب ہادی کامل **فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي** صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی۔ کہ اس کا ذکر فرماتے۔ یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر۔ کافی۔ پاک۔ نور۔ ہدی۔ رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے۔ حالانکہ بات صاف تھی۔

دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب فخر عالم خاتم الانبیاء کی بابت پیشگوئی کی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتانے کے لئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے۔ دیکھو **دانیال ۸ باب**

اور یہ ذوالقرنین ۸ باب دانیال کا سکندر رومی سے پہلے ہے جس کو دانیال نبی نے ذوالقرنین کر کے بیان فرمایا ہے۔ دیکھو دانیال ۸ ۔

میں یہ بیان اس وقت نہیں کرتا۔ کہ دانیال کی کتاب کس طرح اسی پاک زمانہ خیر القرون کا پتہ لگتا ہے۔ بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر میرا روئے سخن ہے۔ پھر عیسائیوں نے اسی کے مخفی کرنیکے لئے ذوالقرنین کے سمجھنے میں بڑی بڑی شرارت کی ہے۔ جیسے ان تفاسیر سے ظاہر ہے جو آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ لیقیا یا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں نے اور ریا کا × ۔ ناپاک ۔ گندہ بہتان جو بیان کیا ہمارے

بعض بھولے مفسروں نے بے تفسیر لے لیا ہے۔ جناب علیٰ کا وہ پاک ترجمہ میری نظر سے نہیں گذرا یعنی اگر کوئی قصہ اس اوریا والا قصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کرے گا۔ تم میں سے تو میں اُسے رجم کرونگا۔ جیسے تفسیر کبیر کے رحمۃ اللہ مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا۔

اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر عالم نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ معاذ اللہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ونعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والمصائب**۔ حالانکہ ہمیں اپنی مہیمن کتاب میں جس میں ہمارا اللہ کریم فرماتے ہیں۔ پتہ لگتا ہے۔ کہ شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر جن میں انبیاء علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں میں رئیس رئیس ہیں۔ ہرگز کچھ دخل و تصرف نہیں۔ ایسی ہی اللہ تعالیٰ نے طالوت کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ اور ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ کہ **زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ** اور یہ بھی فرمایا۔ کہ **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** پس کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادوں کا ذکر ہے۔ کہ اس نے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ افسوس۔

پھر جب تو ریت دیکھنے سے کھل ظاہر ہے۔ کہ جالوت دو تھے۔ ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد کے مقابل اسی واسطے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں **فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ** پر وقف دیکر **وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ** کا تذکرہ الگ کر دیا ہے۔ اور ساؤل کا کوئی قصہ قرآن کریم نے نہ فرمایا۔

ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بے جوڑ تفسیروں اور مفسروں نے بدوں تحقیق نیرہ کتاب و سنت تفاسیر و تراجم میں بھر دیئے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

یہ تو بیرونی قصص کا نمونہ تھا۔ اب اندرونی قصص پر گذارش کرتا ہوں۔ ہمارے ہادی کامل کے قصص احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ کہ انہوں نے ان صحیح قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے۔ نمونہ کے طور پر زینب صدیقہ ام المومنین کا قصہ ہے۔ جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا۔ کہ حضور علیہ السلام **زینب** کو دیکھکر اس پر عاشق ہو گئے۔ حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں۔ چہ جائیکہ عشق **رسول اللہ زینب** پر ہو۔ اور پھر بالکل غلط ہے کہ ام المومنین **زینب** آپ کی پھوپھی زاد تھیں۔ اور آپکے آزاد کردہ غلام جناب زید رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ اور نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا۔ اور اس زمانہ میں حجاب کی رسم تھی۔ یہ عشق کیسا۔ کیا آپ نے **زینب** کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ یا ماریہ قبطیہ کا ناپاک قصہ کہ حضور نے اپنی بی بی کی لونڈی سے بدوں اجازت جماع کیا۔ جس پر **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ** نازل ہوئی۔ حالانکہ اصل قصہ صحیح طور پر بخاری میں موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم امت نے بھی **زینب** کے قصہ میں لغزش کھائی ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھ دیا ہے جس سے ایک مومن رنج اٹھاتا ہے۔ **غفرہ اللہ بفضلہ ومنہ وکرمہ آمین۔ فانہ کان نعمۃ کاملۃ لہند وانا احبہ للہ وفی اللہ وباللہ**۔

تیسرا امر جس پر مترجم کو توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے متشابہ اور محکم کا لحاظ ہے۔ شیعہ سنیوں کے دلائل میں جو آیات ہوتی ہیں۔ اُن کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور سنی شیعہ کے دلائل پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے۔ اون کو اونکے مخالفوں نے متشابہ کہا۔ غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے۔

رحمت کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام جھگڑوں کو پاک کر دیا ہے۔ کہ متشابہ کے معنے کئے ہیں **يصدق بعضها بعضًا**۔ سبحان اللہ کیسی پاک صاف بات ہے۔ جس نے صدہا جھگڑے ختم کر دیئے۔ اور تمام نزاعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا۔

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے۔ وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے۔ نواب صدیق حسن نے جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنے سے ڈرایا ہے۔ اور آپ نے امام شوکانی سے اس امر میں حصہ لیا ہے۔ قابل مضحکہ ہے۔ کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے غور فرمائی۔ ایسا یوں نہیں کہہ دیا۔ کہ ان کے معنے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں بات بہت باریک ہے جو کسی قدر فارسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے۔ لکھی ہے۔ اس امر کو خوب نبا ہا ہے۔ میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں۔ اور میرے مقتدا ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں۔ سو الحمد للہ رب العالمین۔ ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ

قرآن کریم اور اس کے علوم ... دیا ہے۔

پانچواں ... مسئلہ ... ضروری ہے۔ نسخ کا مسئلہ ہے میں اپنا ایک ... قصہ ... ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرمائیں ... **الحمد لله احسن الجزاء**۔

میں ایام ... میں مدینہ طیبہ پہونچا۔ اور مجھے اتباع کا جوش اور ... قرآن کریم کا جوش تھا۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آیات منسوخہ کو یاد کر لوں۔ اس لئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا۔ وہاں مجھے ایک کتاب ملی جس میں پانچ سو آئت منسوخ کا ذکر تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ کتاب یاد کر لوں۔ مگر بعض آیات کو جو اس نے منسوخ کہا۔ میں اس رسالہ والے کی رائے سے اتفاق نہ کر سکا۔ پھر مجھے جرات ہوئی تو میں نے **اتقان** پر نظر کی۔ یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس تک کوئی کتاب ... خواہ میں میں نے نہ دیکھی اور نہ مجھے امید ہے کہ ہو۔ تو اسمیں بیس کے قریب آیات میری نگاہ میں پڑی۔ پھر کیا تھا۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان آیات پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب غریب کتاب **فوز الکبیر فی اصول التفسیر** مل گئی۔ سبحان اللہ کیا نورانی کتاب ہے۔ اس میں پانچ ہی آئت کو منسوخ قرار دیا۔ اللہ العمدہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب تھا۔ مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہہ دیا۔ کہ **نور الدین**! قرآن میں آئت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آئت منسوخہ موجود نہیں کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم کچھ ایما جناب باری سے یا جناب **صادق مصدوق۔ حبیبی و خلیلی سیدنا و مولٰنا و رسولنا و نبینا المصطفٰے المصطفا صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ** سے یا حضرات **خلفاء راشدین** سے یا **ابوبکرؓ و عمرؓ** سے جو راس رئیس علماء امت ہیں۔ ان سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر نسخ کا دعوے علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے۔ جب دو آیات کی تطبیق نہیں آئی۔ تو دعوے کر دیا۔ ایک آئت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آئت منسوخہ کا جو موجود فی القرآن ہوں۔ قائل نہ رہا۔ شائد میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے منشاء یہ ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی آئت منسوخ موجود ہے۔ **والحمد للہ رب العالمین**۔ اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں ایسی

مقام تھے۔ کہ تفسیر کبیر جیسی عام تفسیر سے وہ مقام صاف حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے لاہور پہونچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہل حدیث کا مجھے ملا۔ اس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں۔ جبکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ ناسخ کیا ہے۔ اور منسوخ کہاں ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آئت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہونچایا۔ مجھ سے انہوں نے طیش میں آ کر کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ نسخ کا دعوے غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آئت منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ تو مجھے فرمائیے۔ اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ **شوکانی** نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے۔ وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں **شوکانی** کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور مجھے اس کی اتباع سے کام نہیں۔ آپ کوئی آئت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم **سید احمد خاں** کو جانتے ہو۔ میں اس وقت سید احمد کو نہیں جانتا تھا۔ پس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرماویں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے۔ جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہ راہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آئت میں تامل ہے۔ تو مجھے ارقام فرماویں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے جیسے آپ کے کارڈ سے میں ثابت کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے۔ ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن کریم **الحمد** شریف سے لے کر سورۂ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آئت کہیں سے نکال دی جاوے۔ تو قرآن قرآن نہیں رہتا۔

ایک شخص **صدیق حسن خان** نام نواب بھوپال میں گذرا ہے۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں جیسے **جامع البیان** کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے۔ بڑی طول اور فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آئت مکہ میں اتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں کوئی حضر میں۔ کوئی صلح میں۔ کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق

ہے وہ جو قرآنی آیات کو مرتب مانتا ہے۔ یہ تو خلاصہ انکے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدنظر حضرت حق سبحانہ و تعالے کی نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا۔ کہ قائم رہتی۔ وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا۔ جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے۔ اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم سے بلکہ جناب باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں۔ نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم پڑھی اور اول دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے۔

بے ریب یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بلند پرواز سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے۔ پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے۔ قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں تو دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دونگا۔ غرض مترجم کو ضرور ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدنظر رکھ کر بتایا جاوے۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حسینی المسمی بہ حیات مرتضی اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے۔

ساتواں امر جس کو ضرور ہے۔ کہ مترجم مدنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے۔ جس کی بنا اکثر مشاہدہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں مجبوری سے قیاس قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔

ایک طرف تو **سید احمد خاں** کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دبکر صلح کر لی ہے۔ ڈریپر اور اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ان کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جزا مید قبولیت دعا سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیات نبوت اور مسئلہ الہام۔ و وحی و ملائکہ و آخرت اور جنت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ مسٹر بلنٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔ بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑایا۔ کہ جہاں فلسفہ کو موید نہ دیکھا۔ وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالے نے حسب خیال یہود اور نصاریٰ کے یا حسب خیال مشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن۔ اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے۔ کہ لکھ دیا۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہی زندہ و مشتاق ہے گویا لئے گئے! سبحان اللہ یہ ہے - دین کی نصرت اور حمایت

اب ان کے مقابلہ میں مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے - زمین کی گردش سے منکر ہیں - امریکہ سے بھی منکر ہیں - کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہونچ کر جاپان کی طرف سے آنکلے - اور کالکتہ سے بمبئی - اور وہاں سے اسکندریہ پہونچے - کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے اور جس کے اردگرد سانپ لپٹا ہے - اور جس کے اوپر آسمان رکھا ہے - اسے کیسے گذرا - یہ مثالیں غالبا آپ سے مخفی نہیں ہوں گی - میرے دوست نے مجھ سے ذکر کیا - کہ میں بچہ تھا - اور بیٹے بمقام لدھیانہ وعظ سنا کہ نیل رسول کی قبر کی فضیلت ہے - کیونکہ یہ چاند سے نکلتا ہے - کسی شخص نے وعظ میں عرض کیا - کہ حضرت انگریز نیل کا چاند سے نکلنا خلاف مشاہدہ ہے نہیں - تو گنگا کا مہمان دیو کی جٹا سے نکلنا کیوں منع ہے - اب واعظ صاحب کے پاس کیا تھا - فتوے دے دیا - کہ یہ شخص کافر ہے - اس کو مار کر نکال دو - وہ نکالا گیا - اور یہ شخص جواب ہمارے دوست ہیں - وہاں مرتد ہو گئے - کیونکہ اس کا جواب نہیں دیا گیا ہے - اور اس میں ایسے ہی مسائل ہیں - پھر کیا تھا ازاد کا زمانہ پہچا کافر بن گئے - اور انگریزی کی ملازمت کر لی - آخر سالہا سال کے بعد جب بوڑھے ہو گئے - ایک انگریز نے ان کو کہا مسٹر فلانے دیکھو - یورپ والے کیسے محنتی ہیں - نیل کا منبع انہوں نے دریافت کر لیا ہے - جبال القمر ہے - اب یہ صاحب اس انگریز سے جبال القمر کا نام سنکر بے تاب ہو گئے - اور رو پڑے لوگ حیران کہ یہ کیا تماشا ہے - اس نے کہا آج اس جبال القمر نے مجھے مسلمان بنا دیا - جیسے جیسے اس انگریز سے سنا - جس طرح اس لفظ نے مجھے کافر بنایا - جبکہ میں نے اس لفظ کو ایک واعظ سے سنا - مولانا یہ ہے مشکل ترجمہ کرنے میں - ایک طرف نیچری ہیں - اور ایک ہمارے علماء کرویت ارضی کے منکر - حرکت ارضی کے منکر - علم کیمیا کے منکر - جیالوجی کے منکر - ان کے درمیان ایک راہ ہے -

آٹھواں امر جس پر ترجمہ کو بڑا ضروری ہے - اصول ترجمہ کا قائم کرنا ہے - ہمارے مفسر خواہ وہ روایت کے پابند ہوں جیسے ابن جریر - ابن کثیر - امام سیوطی صاحب در منثور - خواہ درایت والے جیسے امام رازی - امام غزالی - قاضی بیضاوی

خواہ صوفی ہوں - جیسے شیخ محی الدین ابن عربی - اور مصنف بحر الحقائق اور بخاری شیخ عبد الوہاب صوفی - خواہ لغوی ہوں - جیسے مجد الدین فیروزآبادی - خواہ علم اشتقاق والے - جیسے امام راغب ان سب لوگوں کی تفاسیر کو دیکھو - مقدمہ میں اصول کو ہرگز قائم نہیں کرتے - اور یہ بڑا اگر بڑ کر دیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر میں اور سید احمد خاں نے تحریر فی اصول التفسیر میں بہت کوشش کی ہے - مگر وہ ایسی کوشش ہے - کہ یورپ کے واسطے ... کافی نہیں - اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے -

قرآن اہل مفسرین کے طبقات کو تو لوگ قائم کر دیتے ہیں - ایسے کہتے ہیں - کہ اوّل درجہ تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے - اور دوم درجہ تفسیر میں حضرت حق سبحانہ کے اس نائب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - جس کے حق میں فرمایا - من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - تیسرا مرتبہ خلفائے راشدین وغیرہ وغیرہ - مگر عمل درآمد اس کو نہیں دکھاتے - مثلاً ہدی للمتقین - کی تفسیر میں بیسیوں معنے متقی کے بیان کریں گے - اور قرآن کریم نے مثلاً لیس البر ان تولوا وجوھکم میں جو معنے متقی کے بیان کئے ہیں - اس کا ذکر تک نہ کریں گے - یقیمون الصلوۃ میں اقامت پر بحث ہو گی اور کوئی نہیں لکھے گا - کہ وہ نماز جس کا ٹھیک ٹھیک رکھنا ضروری ہے - اس کی تفسیر رسول کریم نے یہ فرما دی ہے -

آپ میرے عریضہ کو پہلے پورا دیکھ لیں - اگر ناپسند ہوئے تو بلا التماس بدبر لیش خاوند - واپس بھیج دیں - اس کی نقل میں نے نہیں لی - اور نہ مجھے فرصت ہے - کہ اس کی نقل کروں - بلکہ دوبارہ دیکھنا بھی مشکل ہے - اگر پسند ہو - تو یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے - میں اور بھی لکھنا چاہتا ہوں - مگر دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں - اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی - آمین -

آپ ایک کوچہ سے بچے ہیں - اس پر عرض ہے -

حضرت پیر و مرشد مکرم والوقت مہدی آخر الزمان مسیح الزمان کا تذکرہ کرنے وقت آپ نے نعوذ باللہ کا لفظ شریعت اسلام سے ناواقفی کے باعث استعمال فرمایا - احادیث صحیحہ میں جناب خلیفہ اول ابو بکر رضی کو ابراہیم اور مسیح - اور جناب خلیفہ ثانی کو نوح

اور ابوذر کو مسیح عیسی ابن مریم اور جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ اور قرآن میں بعض مومنوں کو امرات فرعون - اور بعض اہل بیان کو مریم بنت عمران اور بعض مومنات کو امرات نوح اور امراۃ لوط فرمایا گیا ہے - اور حضرت یعقوب چرخی کو الہام الٰہی میں زید بن حارثہ جو محبوب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے - انکا نام دیا گیا ہے - پھر سے

کافرم گر عاشقم بر جان من جوشند

روئے آن دلستان بد بیند سے

ترسم آن قوم کہ بردرد کشان میخندند

در سر کار خرابات کنند ایمان را

آپ کا سلام علیکم یہ کفر و مرزا صاحب اس لئے نہیں پہونچایا گیا - کہ آپ نے نعوذ باللہ کے لیے سوئے استعمال نے اجازت نہ دی - آپ کو نعوذ باللہ نے نظر میں ایک صادق ملہم کے متعلق ایک محب اسلام کا دل دکھانا مناسب نہ تھا -

اللھم تب علیہ جس نے پیدا کیا باقی محبت باقی

والسلام

ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو آنریبل سر سید احمد خاں بالقابہ نے حاجی محمد اسمٰعیل خاں کی کوٹھی میں انتقال کیا انا للہ و انا الیہ راجعون -

سر سید صاحب کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور و نزدیک پہونچائی گئی - اور جہاں جہاں یہ خبر پہونچی عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا - لاہور میں بھی یہ خبر پہونچی - اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا - چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا - جسمیں چند رزولیوشن پاس ہوئے -

[illegible] سرسید [illegible] مسلمانوں کے ہوا [illegible] اور انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر [illegible] شیدا تھے۔ کہ مسلمانوں کے [illegible] [illegible] شریعت کی چٹان پر پہنچ کر [illegible] قرار دیتے تھے۔ یہ اعتراف [illegible] مسلمانوں کی بہت سے [illegible] سرسید اپنی ذات میں ایک [illegible] مگر ہم کو یہ کہنے [illegible] تردد [illegible] ایک طرف [illegible] تھا۔ [illegible] سوچنے [illegible] قوم کو [illegible] سکتے ہیں۔ [illegible]

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حَکَم بنا کر چلا بلکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اوس پر ایسا اثر کیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں ڈھالنا چاہتا تھا۔ وہاں اُس کی یہ بڑی بھاری غرض بھی تھی۔ کہ اون کے اطوار و اوضاع اون کے طریق معاشرت اور اصول تمدن یہاں تک کہ اون کا علم الٰہی بھی یورپی فلسفہ کا پوجاری ہو کر رہے۔ اور اسی وجہ سے اونہوں نے ہمیشہ **الٰہی فلسفہ** اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ کا متبع بنانا چاہا۔ اور یہ ساری مشکلات اُن کو اس لئے پیش آئیں۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں انگریزیت کا دخل جس سے ان کو امید تھی۔ کہ وہ فائز المرام ہوں گے انکے مشن کی کامیابی کے لئے یہی پہلی تدبیر تھی۔ جو بطور **فونڈیشن سٹون** کے تھی۔ اور جو افسوس ہے غلط تھی۔ اہل اسلام کی دنیوی حالت کا سدھار دینی حالت کی اصلاح سے ایسا وابستہ ہے۔ کہ جب تک دینی حالت سدھرے دنیوی حالت کی اصلاح ممکن ہی نہیں۔ ہمکو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس معاملہ پر فلسفیانہ بحث شروع کریں۔ کیونکہ مشاہدہ صحیحہ نے اس امر کو ثابت کر دکھلایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جب کبھی مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی ہے۔ اور وہ **حسنۃ الدنیا** سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ اوس کی وجہ اتقا اور دینداری کی راہوں پر قدم مارنا ہی ہوا ہے۔ اور بجز اس کے ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی اصلاح ممکن ہی نہیں خیر سید صاحب اپنی زندگی کے دن پورے کرکے چلے گئے اور اپنی حالت سے بتا گئے۔ کہ ع

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ اوسی مغربی تہذیب اور روشنی کا نتیجہ ہے۔ جس نے سید صاحب کو [illegible] ہے۔ چنانچہ لاہور کے [illegible] باوجود تحریک [illegible] جنازہ کے بھی کسی [illegible] نہ کی۔ سیاہ کوٹ نہیں پہنے یا سیاہ کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی انجمن میں مستبشر نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے۔ بعض کوتاہ اندیش لوگ یہ خیال کریں۔ کہ ہم گڑے مُردے اکھاڑنے بیٹھ گئے ہیں۔ نہیں نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کو سید صاحب کے انتقال پر افسوس ہے۔ مگر وہ ایسا افسوس ہے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے۔ اور جو حقیقت و جہوں تو کسی کے مرنے پر کیساں ہے اور کہاں کا افسوس۔ کیونکہ رنج اور افسوس رضا و تسلیم کے مدارج کے خلاف عمل ہے۔ اور فعل خداوندی کو خلاف مصلحت سمجھنا ہے۔ لیکن چونکہ مدارج رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا تعالےٰ کا خاص **فضل** نہ ہو۔ اور انسان ہمہ تن اوسی کا نہ ہو جاوے اور اوس کی مرضی اور ارادہ کی تار اوس کو پتلی کی طرح نہ چلاوے۔ اور یہ اُس وقت میسر آتا ہے۔ جب اوسکی رضا جوئی کیلئے تذلل اور انکسار سے بابِ دعا پر دستک دی جاوے اور اتقا کی راہوں پر صبر و استقلال سے تجلیات الٰہی کے نظارے دیکھنے کے لئے مستعد کمر بندھی جاوے۔ راستہ کے ابتلاؤں اور گھبراہٹ کے پہلوؤں سے بیدل نہ ہوں۔ پھر الٰہی ہستی اپنا جلال دکھاتی ہے۔ اور غیریت کو بھسم کرکے اپنا نور اوسکی جگہ چھوڑتی ہے۔ پھر رنج و غم عسر و یسر سب ایک ہو جاتے ہیں۔ زندگی و موت ایک معمولی چیز نظر آتی ہے۔ الغرض ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ سید کے مرنے پر افسوس کریں۔ رنج نہ کریں۔ کیونکہ یہ راہیں رضا و تسلیم کی بہت دور ہیں۔ اور سید کے انتقال کا صدمہ بظاہر ایسا نہیں۔ کہ کم از کم اون لوگوں کو جلدی بھول سکے۔ جو دنیوی اصلاح دنیوی اسباب ہی کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ یا کم از کم سید کی تدابیر کو ہی منحصر راہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایسی نصیحت بے محل اور غیر مناسب ہے۔ البتہ ہم اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہونے کیلئے جو ہر ایک مسلمان کو **یامرون بالمعروف** کی صورت میں ملا ہے۔ اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قدر جزع فزع سے سید صاحب کی واپسی تو ہو نہیں سکتی۔ اب بہتر یہی ہے۔ کہ اون کی موت سے بھی ہم ایسا ان کی حیات سے استفادہ کیا۔ فائدہ اٹھایا جاوے۔ اور اس سے سبق لیا جاوے کہ دنیا روزے چند۔ آخر کار با خداوند۔

پس اون نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے کر گئے۔ اور اون کی بہترین یادگار یہی ہو سکتی ہے۔ کہ اون کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے۔ جو وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے۔ سید صاحب کے کان میں **ایک آسمانی معلم** کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ علیٰ عمر طور پر پہنچی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وہ اوس سے استفادہ نہ کر سکے اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب اون کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو گئی۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اونہوں نے اوس امام الزمان **کی منادی کرنے والے** پر تکفیر و سب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی جیسی نام کے علماء نے کی۔ مگر اسمیں بھی کلام نہیں۔ کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح بھی اونہوں نے اوس کی باتوں پر کان نہیں دھرا۔ اور باوجود اسکے کہ اونہوں نے وہ مبارک زمانہ پایا جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے گئے تھے۔ مگر اوس فلسفہ نے معنی کی تقلید اور انگریزیت کی ہوا نے اون کو محروم ہی رکھا۔ جس کے لئے سید کی حسرتناک کی حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ متعدد مرتبہ امام الوقت نے اوس کو آسمانی منادی سنائی۔ مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خیر اب وہ وقت گیا۔ سید صاحب کے کاموں کی قدر کرنے والے نوجوان اور بڈھے اب بھی موجود ہیں۔ وہ اس **روحانی معلم** سے استفادہ کریں۔ سید صاحب کی غرض و غایت **تعلیم** تھی۔ مگر یہ سمجھنے میں اُنہوں نے غلطی کھائی۔ کہ آسمانی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم کچھ کام دے سکتی ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جب تک آسمانی تعلیم حاصل نہ ہوگی۔ اور آسمانی معلم کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے گا۔ قوم کی حالت نہ بدلے گی۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم**۔ بالکل سچی بات ہے۔ پس ہمکو محمڈن کمیونٹی اور خصوصاً اون لوگوں سے جو مغربی فلسفہ اور تہذیب کے دلدادہ اور سید صاحب کے ہم خیال ہیں۔ امید ہونی چاہئیے۔ کہ **وہ آنے والے آسمانی معلم** کی باتوں پر توجہ کریں گے۔ اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سید کی وفات ہی پر نہ کر دیں گے۔ کیونکہ اس سے بہت

برا اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر [illegible] کی طرح ایمانی طاقت سلب کر جاتا ہے۔ اور شرک کا متعفن مادہ پیدا کر کے روحانی اور ذہنی قوٰی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ پس ایسا وقت نہیں ہے کہ آسمان پر نظر ہو۔ زمینی اور سطحی خیالات سے منہ موڑا جاوے۔ **سلسلۃ الدنیا** کے حصول کے لئے ان تدابیر کو اختیار کیا جاوے۔ جو **سلسلۃ الدنیا** کے [illegible] واسطے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور جو تیرہ سو برس ... ثابت ہو چکی ہیں۔ اور مرحوم [illegible] دعا [illegible] کی جاوے۔ کیونکہ **ارحم الراحمین** خدا [illegible] اور معافی کا دامن [illegible] ہے۔ [illegible] کہ خدا ان کو [illegible] اور رحمت میں جگہ [illegible] اور ان کے پس ماندوں کو [illegible] اور ان سے ہم خیال لوگوں کو صداقت کی راہ [illegible] کی توفیق۔ آمین۔

ایرانیوں کیلئے آسمانی مائدہ

بعد الحمد و [illegible] کہ قاطع [illegible]
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں کی اشاعت کا سلسلہ روز افزوں بلکہ آناً فاناً اس قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کہ ایک خدا ترس اور سلیم الفطرت انسان کا دل آمنا وصدقنا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اس مبارک سلسلہ کی تسلیم سے چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قدر جوش تبلیغ اور پھر اس کے دامن کی درازی بجز خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے کے ممکن نہیں۔ مفتری کبھی اس قدر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ نے کم و بیش ہر قوم کو تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کے متعلق نت نئے سامان اور ذریعوں کا میسر آتے جانا۔ اس عزیز خدا کے وعدہ کی صداقت کو خوب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ **میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا**۔ لاریب وہ وقت آتا جاتا ہے۔ کہ زمین اپنے کناروں تک سماوی بشارتوں اور برکات سے بہرہ مند ہو۔

ان دنوں میں جو رسالہ **الدعاء والاسباب** کو زیر نظر رکھ کر امام **الوقت** نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اس کا مبارک نام **ایام الصلح** رکھا گیا ہے۔ دوران تصنیف رسالہ میں بعض محرکات ایسے ہوئے۔ کہ **سیدنا مرزا صاحب** ادام فیضہم نے پسند فرمایا۔ کہ **ایام الصلح** ایرانی لباس میں بھی شائع ہو۔ خدا کی شان ہے۔ کہ امام **الوقت** کا یہ ارادہ ایسے وقت پر نکلا ہے۔ کہ اس کی تکمیل کا سامان بھی بہت ہی جلد بہم پہونچ گیا۔ جس پر غور کرنے والی طبیعتوں کو ایک نشان عظیم کا پتہ ملتا ہے۔ خود حضرت **مسیح موعود** تو اردو رسالہ کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لئے ایک ہی وقت دو کام آسان نہ تھے۔ اور [illegible] جناب کے اس حکم کا قرعہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ [illegible] مولوی صاحب ممدوح کو یہ دوسرا موقع ہاتھ آیا۔ کہ آسمانی سلسلہ کی تعلیم کو ایرانی لباس میں پیش کرنے کا فخر حاصل کیا ہو۔ اس سے پیشتر [illegible] کی گئی تھی۔ اور اس کا فارسی ترجمہ مولانا ممدوح نے کیا تھا۔ اور اب دوسرا وقت ہے۔ کہ آپ کو حصہ وافر ملا۔ اور ایرانیوں کو مائدہ آسمانی پہونچانے والے تو حضور ہیں۔ مگر آپ بھی مظہر **جزاہم اللہ احسن الجزاء**۔ مولانا عبدالکریم صاحب نے حضرت اقدس کی تبلیغ اس [illegible] ہے۔ دوسرے [illegible] کو مولوی صاحب کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ کہ مولوی صاحب جیسا معذور انسان اس قدر کام جو اب کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور روح القدس کی امداد بغیر کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نماز پنج وقت کے امام آپ ہیں۔ جمعہ کے امام آپ ہیں۔ بعض طالب علموں کو قرآن کریم۔ اور دیگر سبق پڑھاتے ہیں۔ حضرت اقدس کے خطوط کے جوابات تمام فرماتے ہیں۔ اور پور سالانہ جلسہ بابت ۱۸۹۷ء کے مسودات کی تصحیح فرماتے ہیں۔ جو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ اس قدر مشکل کام ہے کہ معمولی قابلیت کا انسان نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کتب بھی فرماتے ہیں۔ خطوط کا خلاصہ۔ اور اخبارات کے مضامین بھی حضرت کو سناتے ہیں۔

[illegible] اس قدر کثرت کار کے الحکم کے لئے اپنے خطبات کا مضمون درست کرتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم ہر جمعہ کو بقید قلمبند کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو نظم وغیرہ اخبار الحکم کے اندراج کے لئے آتی ہیں۔ اس کی تصحیح کا کام بھی حضرت مولانا صاحب نے محض اپنے کرم اور ہمدردی سے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**۔ ان کے علاوہ خانہ داری کے امور [illegible] نہیں۔ ان سب پر مستزاد **ایام الصلح** جیسی کتاب کو ایرانی لباس پہنانا۔ **ایام الصلح** کے ترجمہ کی مشکلات کا اندازہ ناظرین کو اس وقت ہوگا۔ جب **ایام الصلح** اردو میں شائع ہوگا۔ اور ترجمہ کی خوبی اس وقت معلوم ہوگی۔ جب **ایام الصلح** کو فارسی میں پڑھیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں اس امر کے اظہار کے لئے ایک خاص جوش پاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی اس قدر مصروفیت پر **ایام الصلح** کا ترجمہ بھی ایک **خاص نشان** ہے۔ جو ہمارے **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضور ہی کی دعا کا اثر اور فیض [illegible] ہے۔ کہ خدا تعالیٰ **مولوی عبدالکریم** صاحب جیسے [illegible] انسان سے اس قدر کام لے رہا ہے۔ ہماری [illegible] ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی روح القدس سے ہر آن مدد فرماوے۔ ہم نے تبلیغ کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اور خوش قسمتی سے **ایام الصلح** کا بھی کچھ حصہ دیکھنے میں آگیا۔ پھر ان دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ قبل از وقت ہم ناظرین کو کن الفاظ میں بتلائیں۔ الغرض فارسی بولنے اور سمجھنے والوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ ان کو بھی مائدہ سماوی سے خدا تعالیٰ نے بہرہ مند فرمایا۔ ہماری غرض اس ذکر سے صرف اس قدر تھی۔ کہ **ایام الصلح** تو بجائے خود ایک **نشان** ہی ہے۔ اور اس کا ترجمہ بھی عظیم الشان نشان سے کم نہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل رکھتے ہیں۔ جن کی فطرتیں سلیم اور طبیعتیں سعید ہیں۔ کجرو۔ اور کج پسند نااہل ان باتوں کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ بالآخر ہم پھر دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر اپنے افضال واکرام کی بارش کرے۔ اور ہم کو بھی ایسی توفیق دے۔ کہ ہم اس قسم کی خدمات سے کسی قدر حصہ لے سکیں۔ جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولویصاحب کو دی ہے۔

سورۂ والعصر کی تفسیر از عالی جناب سیدنا امامنا وامام المسلمین زیر ترتیب ہے مفصل اشتہار آئندہ۔ درخواستیں بنجر الحکم کے نام آنی چاہیئے۔

قابل غور

حضرت اقدس کے مریدان صادق کی جو کتاب بطور ڈائرکٹری تالیف کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے۔ اوس کی ضرورت پر ابھی بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ کیونکہ اون خطوں کی تعداد نے جو ابھی تک ہمارے پاس الحکم نمبر سند رجہ الحکم کی خانہ پری کے بعد وصول ہوئے ہیں بتلایا ہے۔ کہ عام طور پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اس عدم توجگی کی وجہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اوس کی ضرورت نہیں۔ بہرحال ہمارے ناظرین اپنے حالات بھیجیں۔ تاکہ اس کی تالیف و ترتیب کا کام شروع کیا جاوے۔ ڈائرکٹ سیریز میں گو ابھی کل دو درخواستیں آئی ہیں۔ تاہم ہم مایوس نہیں۔ اور ہم کو امید ہونی چاہئے۔ کہ انشاء اللہ ایک وقت یہ ضرورت پوری ہوگی۔

حضرت اقدس کی عمر اور حضور کے مخالفوں کے حوصلے

لاہور کے مسخرہ اخبار جعفر زٹلی کے لکھے نہ پڑھے پروپرائٹر وایڈیٹر خادم قوم ملا محمد بخش نے جو خرافات اپرل فول کی دیوانگی میں سیدنا حضرت **مسیح موعود** کے دشمنوں کی دیو قامتی کی نسبت اپنے ماتمی اور "افسوسناک حادثہ" میں کی ہیں۔ اون کے مناسب تدارک کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو ہم **الحکم** کے غیر معمولی پرچہ مؤرخہ ۲ اپریل ۱۸۹۸ء کے ذریعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم کو اس پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر بعض احباب کے تشویش نما خطوط نے ہم کو مجبور کیا کہ پھر ایک بار گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ سب سے پہلے تو ہم ملا محمد بخش کو اور پس پردہ بیٹھ کر شوخیاں کرنے والے معشوق کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں حضرت! **لعنت اللہ علی الکاذبین** - کا مورد بننے میں ابھی بھی کوئی فرق ہے۔ ناموں کے پیچھے قادری وغیرہ دم چھلے لگا لینے تو آسان ہیں۔ مگر کیا نعت ہیت میں پڑنا اور بظاہر اپرل فول بن کر تہتک اور دل آزاری کے جرائم کا ارتکاب کرنا انسانیت اور شیوہ اسلام ہے۔ مومنوں کی شان تو یہ ہے۔ **والذین ہم عن اللغو معرضون** لیکن کیا ایسی گندی بکواس کرنے والے اپنے آپ کو مومن کہلا سکتے ہیں۔ یہ اوس امام اور اوس کی مقدس جماعت ہی کا خاصہ ہے۔ کہ باوجودیکہ اس قدر دل آزاری کی گئی۔ لیکن کریم النفس امام نے اپنی جماعت کو قطعاً عدالتی چارہ جوئی سے روک دیا۔ جو لوگ ہمارے مخالفوں کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے مخالفوں کے حوصلوں اور بلند پروازیوں کا اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی ایسی تخی پر کفرنامہ ٹھپا ہوتے ہیں۔ کیا ایسے ہی لوگ مومن کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو جھوٹ کی نجاست پر بڑھ بڑھ کر منہ مارتے ہیں اور عملی طور پر لعنت اللہ کو مول لیتے ہیں۔

سیدنا **مرزا صاحب** خدا کے فضل و کرم سے ہمہ وجوہ **توانا و تندرست** ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش مخالف افترا پردازی سے اپرل فول کی آڑ تلاش کرتا ہے۔ احمق! کیا قانون اور شرافت تجھے بری کر سکتے ہیں۔ قانون انگریزی نے کہیں اپرل فول کی بکواس اور تہتک آمیز اور فتنہ انگیز تحریروں کو مستثنے نہیں کیا۔ اگر ایسا ہو۔ تو ایک کندہ ناتراش اور شریر النفس انسان بہت کچھ خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہیں قانون نے کہیں اپرل فول کا استثنے نہیں لکھا۔ اس لئے ملا صاحب کو اور پس پردہ مخنثوں اور مستور الحال مگر چھنال عورتوں کی طرح بیٹھ کر درانداز یاں کرنے والوں کو معلوم رہے۔ کہ اپرل فول کا دیوانہ پن ان کو بچا نہیں سکتا۔ گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس سے یہ امر باہر نہیں رہنا چاہئے۔ کہ اس تحریر سے جو ملا محمد بخش کے افسوسناک حادثہ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ رعایا کی ایک کثیر التعداد جماعت میں بددلی اور تشویش پھیلانے کے سوا اور کوئی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا **مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ** کی ایک کثیر التعداد جماعت خاص لاہور میں موجود ہے۔

دوسرے افسوسناک حادثہ میں بعض اطبا وفوت شدہ کے نام بتلا رہے ہیں۔ کہ فضول بکواس ہے۔ اور حقیقت میں اپرل فول کے ذریعہ سے بد دلی پھیلائی گئی ہے۔

اس لئے امن کے لئے ایسی مشوش تحریروں کے انسداد کے لئے کافی انتظام اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ ملا محمد بخش محض ایک کم سواد اور نابلد محض ہے۔ نہ کوئی دنیوی وجاہت رکھتا ہے۔ نہ علم سے حصہ اس لئے یہ شرارت محض فتنہ پرداز آدمیوں کی ہے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہے۔ **لعنت اللہ** جو نابکار جھوٹوں پر پڑا کرتی ہے۔

ما ارید الا الاصلاح

خاکسارم و سخن از رہ غربت گویم
یعلم اللہ کہ جز نیست غبارے با ما

رسالہ الاصلاح کا چوتھا نمبر دفتر الحکم میں پہنچا شکریہ رسید دی جاتی ہے۔ ریویو بعد ملاحظہ چند نمبر لکھیں گے۔ کیونکہ بلا نظر کامل ریویو لکھنا ریویونویس کا کام نہیں۔ الاصلاح کے شکریہ کے عنوان میں **امہات المومنین** کے مصنف کا شکریہ دیکھ کر ہم کو افسوس ہوا۔ کہ لائق ایڈیٹر نے ایک ایسی کتاب کے موصول ہونے پر شکر گذار ہوتا ہے جس میں بجز دل آزاری اور رنجدہی کوئی دوسرا امر ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کی ہمت و حمیت درباره جواب دیکھنا اور انتقام آیات مسلمان خواہشمند اصلاح کے لئے مناسب نہیں۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسی بیباک مصنف کا جواب گورنمنٹ کے انصاف سے دیا جاتا۔ جس نے اوسکی چھپوا کر رعایا کے دلوں کو عمداً رنج دیا۔ اور فتنہ انگیز کتاب چھاپ کر ایک ہزار مفت بلا درخواست بھیجی۔ امید ہے کہ یہ اصلاح اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور دوستانہ مشورہ کو بدگمانی پر حمل نہ فرمائیں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل گیا۔ گرمی شروع ہوئی۔ فصلیں پک گئیں۔ الحمد للہ اچھی ہیں۔
۲۔ حضرت اقدس امامنا و امام المسلمین حضرت مرزا غلام احمد صاحب بفضلہ تعالے ہمہ وجوہ تندرست اور اپنے مشن کی تبلیغ میں شب و روز مصروف ہیں۔ **ایام الصلح** تصنیف فرما رہے ہیں۔
۳۔ حضرت مخدومی مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ **ایام الصلح** کا فارسی میں ترجمہ فرما رہے ہیں علاوہ دیگر خدمات مشن کے جزاہم **اللہ احسن الجزاء**۔
۴۔ قرآن کریم کا درس حسب دستور جاری مولانا مولوی نورالدین صاحب کی سعی قابل مشکوری۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء یوم دوشنبہ

خطرناک جھوٹ

ایک کثیر التعداد جماعت کی دل آزاری

جلد ۹ — **قابل توجہ گورنمنٹ** — نمبر ۱۰

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن + خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

ہمکو حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کمبخت پیٹ اور چند روزہ زندگی کیخاطر ادنیٰ انسان **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا سخت وعید پڑھتا ہوا بھی دن دھاڑے سفید جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت جسکے ہم ایک فرد ادنیٰ ہیں جسکے **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے نسلاً بعد نسل **جان نثار** دوست اور **فرمان پذیر** رئیس جناب مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد ہیں ہم پر سفیہ اور نادان لوگ مختلف قسم کے دل آزار حملے کرتے اور سناتے ہیں۔ اسیوجہ سے متعدد مرتبہ گورنمنٹ عالیہ کو خود ہمارے **امام** ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ یہ لوگ کمینہ حملے کرنیسے باز نہیں آتے۔ چنانچہ لاہور کے ایک لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ایک عام حیثیت کے آدمی **ملا محمد بخش** رجو کسی **جعفر زٹلی** نام کے اخبار کا مالک بھی کہلاتا ہے۔ نے حال میں ایک اشتہار "افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے کثیر التعداد چھاپ کر شائع کیا ہے۔ جسمیں **امام ہمام** حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد کے دشمنوں کی وفات طاعون جیسی نامراد و ایک لعنت مجسم مرض سے شائع کرکے ایک بڑی ہماری جماعت کی دل آزاری کی ہے۔ جو اشتہار اس بیباک ملانے باوجود قانون سڈیشن کے پاس ہو جانیکے شائع کیا ہے۔ ہم اسکا شائع کرنا بھی خلاف تہذیب اخلاق سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک اشتہار سے ایک بڑی بھاری جماعت میں جو گورنمنٹ کے معزز عہدہ داروں اور وفادار ملازموں اور عقیدتمند کمیشن یافتوں اور تاجروں کی جماعت ہے سخت بیدلی اور گھبراہٹ پھیلائی گئی ہے۔ جس سے **نقص امن عامہ** کا اندیشہ ہو سکتا ہے اسلئے ہم پرزور الفاظ میں گورنمنٹ کے حضور اس دکھ اور تکلیف کا استغاثہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک صریح جھوٹ اور لعنت سے بھری ہوئی کذب سے ہماری جماعت کو پہونچایا گیا ہے۔ عالیجناب سیدنا مرزا **غلام احمد** صاحب دام فیوضہم کے سلامت باکرامت ہونیکے باوجود اور خود لاہور میں حضور کے **متبعین** کی ایک کثیر التعداد جماعت کی موجودگی میں ایسا اشتہار عمداً جھوٹ سے بھرا ہوا شائع کرنا بڑا ایک جرم ہے کیا ان تمام [illegible] لعنت کے بعد ایک ایسے **بئس القوم** بافترا انسان کی بیباکی [illegible] ہو سکتے ہیں۔ ہم نہیں کہنا چاہتے کہ جس جماعت کی اس قدر دل آزاری کی گئی ہو اور جسکو ایسی خود تراشیدہ منحوس خبر سے رنج دیا گیا ہے۔ قانونی چارہ جوئی کرے گی یا نہیں۔ لیکن اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ اس جھوٹ کی خبث سے بھرے ہوئے اشتہار کی غرض و غایت ایک جماعت کو رنج دینا۔ اور عوام میں ان کی نسبت برے خیال پیدا کرنا۔ جو مذہبی حیثیت سے ہوں ہے۔ اس لئے ہم کو اپنے صوبہ کے عادل لفٹنٹ گورنر سے امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ اس کا مناسب تدارک فرماویں گے جو ایسی بے باک اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے دلیر انسان کا قرار واقعی انسداد فرماویں گے۔

بالآخر ہم عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں نہیں نہیں حق کے دشمنوں کی ذلت اور خواری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ وہ جھوٹ جیسی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے۔ **لعنت اللہ علے الکاذبین**۔ تو مسلم امر ہے۔ کیا اب **حضرت اقدس عالی جناب سیدنا میرزا صاحب مجدد الدہر مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ فیوضہم الے یوم الموعود** کے **باکرامت زندہ اور سلامت** ہوتے ہوئے ایسے اشتہاروں کا عمداً شائع کرنا۔ جو مجسم جھوٹ ہوں۔ آئت متذکرہ بالا کا مصداق نہیں بناتا؟ ناظرین خود خیال فرماویں۔ یہ ہے ایک درنشان حق اور باطل میں تمیز کر لینے والی آنکھوں کے واسطے اور شریف اور غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے منکر آئیں تو دیکھیں۔ **سیدنا مرزا صاحب** ماشاءاللہ کیسے توانا اور صحیح سلامت اپنے مخالفوں کی ذلت کے لئے ہر روز کیا ہر آن میں نئے افضال و اکرام الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بخیال انبشاء طریق تفاؤل **حضرت اقدس** کے دشمنوں کی موت کی جھوٹی خبر حضور کی **درازی عمر** پر دال ہے۔ خدا کرے۔ کہ حضور ہزاروں سال سلامت باکرامت رہیں۔ ہم اپنے احباب کو فی الحال یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ حسب معمول صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ خدائے علام الغیوب اور منتقم حقیقی کیا ظاہر کرتا ہے۔ اور اولوں کی محسن گورنمنٹ کیا تدارک کرتی ہے۔ ہمکو گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف و عدل سے کامل امید ہے۔ کہ وہ ہمارے دردِ دل کا درمان فرمائے گی۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت کی دل شکنی کو دور کرے گی۔ اور **ایک دلیر آدمی** کا مناسب انتظام کرکے **مرہم تسلی** شکستہ دلوں پر رکھے گی۔ خدائے قادر مطلق کی درگاہ سے تو ہم کو کامل امید ہے۔

کہ وہ ایسے دلیر اور بے باک انسان کو جو خدا سے جہاد کرتا اور اس کی باتوں پر ہنستا ہے خسر الدنیا والآخرۃ کر کے چھوڑتا ہے۔ اور بجائے خود یہ کیا کم سزا ہے۔ کہ جھوٹ کی نجاست پر تمام ہو جاوے۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مورد بنایا جاتا ہے۔ خدا کی لعنت جو حق کے مخالفوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور صادقین و سعید فطرتوں کے لئے ایک نشان ہے۔ بگڑی قوم نشانہائے خدا دیکھتی ہے۔ چشمہ بخشا گیا جس نے امت کبیرہ +

بنی نوع انسان کا سچا خدمتگذار

احقر العباد شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

دارالامن والامان ۳ اپریل ۱۹۰۸ء

اخبار الحکم قیمت پیشگی مع محصول ڈاک سالانہ منیجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامن والامان میں چھپا)

ہم سناتے ہیں آج لعل و گہر نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اعنی ہے حق ہیں ہر بشر کے پسر لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین کی دیتار فرز اشتہار و اسناد بے شمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہار بازی جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتی ہیں یہاں خیر خواہی عامہ و درستی بازی سے کام و مرید ان بلکہ آمیز شرطیہ آزمائیں ۔۔۔

حکیم شیخ نظام الدین

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب ادا کے آزمودہ نسخہ ہیں اٹھتے نہ جاوے بفضل خدا دکی منادی عام مبارکبادی

اس خادم الاطبا نے کہ ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے بیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے اور (۲) تونگر عہد وار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر بمعیاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاوے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول بفضل خدا کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ آنکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سو بار دو تجربہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کا ل فہرست و ہدایت تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ جن لاولد ہیں نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پر چہ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست ہمراہ حسب منشا خود نذر اللہ منادی سے مستثنے ہیں ۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکی اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	نو لینچ دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جنکے اولاد ہوکر مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول عرض و حسن کو نمایاں	صہ
۳	جنکا حمل ۲، ۳، ۶، ۸ ماہ کا گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور آنکھ	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جنکے لڑکیاں ہوں	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	لیھ	صہ	۳۴	تیجاری و ۔۔۔	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ۔۔۔	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سر سام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر پنجاب چوک ڈھوکی کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن ممکل اگدا مرز صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست در ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ بعض ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ عہ۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ دیہاتی حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند سوزش سرخی جس کو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخونہ بال بڑھ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے سپٹ گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا رکھو ضرور رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مسانگلے صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک پرعلاج مریضہ مسمات اتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ کور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آں جناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ جیسے ایک دوکاندار سے دو لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پہلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر بلکچیات چشم یعنی سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ ممیرے سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ نگر ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ سے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ مفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا